ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور
بیادگار:
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی
شیرانوالہ دروازہ لاہور
۶ ذیقعد ۱۳۸۶ھ
۱۷ فروری ۱۹۶۷ء
یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ◎ لاہور
ہدیہ ۲۵ پیسے

درسِ حدیث

حضرت مولانا مفتی جمیل احمد صاحب تھانوی

ہر اچھی بات صدقہ ہے

عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کُلُّ مَعْرُوْفٍ صَدَقَۃٌ اَخْرَجَہُ ۔ البخاری ۔

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے فرمایا ۔ ہر بھلی بات صدقہ ہے ۔ (امام بخاریؒ)

راوی حضرت جابرؓ بن عبداللہ صحابی انصاری ہیں ۔ کنیت ابو عبداللہ ہے ۔ بہت مشہور اور بہت احادیث روایت کرنے والے صحابہ میں سے ہیں ۔ اٹھارہ غزوات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک رہے ۔ ۷۴ھ میں ۹۴ سال کی عمر میں مدینہ منورہ میں وفات پائی ۔ اور جتنے صحابہ مدینہ منورہ میں تھے ۔ آپ کی وفات سب سے آخر میں ہوئی ہے ۔ آخر عمر میں بینائی جاتی رہی تھی ۔

حل الفاظ معروف : اچھی اور بھلی بات جو شریعت سے یوں ثابت ہو کہ اس کے کرنے میں ثواب ہے چاہے عادت اور رواج اس کے موافق ہو یا کہ مخالف ۔ اس میں فرض، واجب، سنت مؤکدہ اور غیر مؤکدہ بھی داخل ہیں ۔ اور ایسی جائز جائز باتیں بھی داخل ہیں جن کو نیک نیت سے کیا جائے ۔ اگر نیک نیت سے نہ کیا جائے مگر دوسرے کو اس سے فائدہ پہنچ جائے تو بھی وہ صدقہ میں داخل ہونے کا احتمال رکھتی ہے ۔

صدقہ : وہ ذرا سی دینا ہے جو انسان محض اللہ تعالیٰ کے لئے صدق دل سے دیتا ہے ۔ اس میں فرض، واجب، سنت، مستحب اور مباحات سب داخل ہیں ۔ مگر یہ تشبیہ کے طور پر ہے کہ جیسے ہر صدقہ پر ثواب ملتا ہے نیک نیت کو ہر نیک کام پر ثواب ملتا ہے ۔ جس غریب کے پاس مال نہ ہو یہ کر لے وہ صدقہ کے ثواب سے محروم نہ رہے گا ۔

تشریح کسی چھوٹے سے چھوٹے نیک کام کو بھی حقیر نہ سمجھا جائے ۔ اور معمولی سے معمولی بات میں بخیلی نہ کی جائے ۔ حقیقت میں وہ گو بظاہر چھوٹی ہو ۔ اور ثواب کے اعتبار سے بڑی ہے ۔ ایک حدیث میں ہے کہ ہر تسبیح صدقہ ہے ۔ نیک کام کو کہنا بُرے سے منع کرنا صدقہ ہے ۔ بیوی سے ملنا صدقہ ہے ۔ بدی سے رُک جانا بھی صدقہ ہے ۔ اور ترمذی اور ابن حبان کی ایک حدیث میں ہے کہ مسلمان سے خندہ پیشانی سے ملنا بھی صدقہ ہے ۔ کسی بھولے ہوئے یا ناواقف کو راستہ بتا دینا بھی صدقہ ہے ، راستے سے پتھر، کانٹا، ہڈی وغیرہ بھی ہٹا دینا صدقہ ہے ۔ دوسرے بھائی کے لئے ڈول خالی چھوڑ دینا بھی صدقہ ہے ۔ ان حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ صدقہ صرف مال دینا ہی نہیں ہے جو مالداروں کا کام ہے بلکہ غریب سے غریب بھی بہت سے نیک کاموں میں یا نیک بات کہنے میں صدقہ کا ثواب پا سکتا ہے ۔ اس لئے غریب لوگ کبیدہ خاطر نہ ہوں کہ وہ صدقہ و خیرات نہیں کر سکتے ۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے یہ باتیں صدقہ و خیرات کے قائم مقام اور اسی قدر ثواب کی عطا فرما دی ہیں ۔

خندہ پیشانی

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوْفِ شَیْئًا وَّ لَوْ اَنْ تَلْقٰی اَخَاکَ بِوَجْہٍ طَلْقٍ

ترجمہ: حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ۔ تم کسی بھی اچھی بات کو حقیر و معمولی نہ سمجھو ۔ اگرچہ یہ ہو کہ تم اپنے بھائی سے خندہ پیشانی سے ملو ۔ (مسلم)

راوی حضرت ابوذر ۔ یہ تو کنیت ہے نام جندب بن جنادہ ہے ۔ بنی غفار قبیلہ سے ہیں ۔ غفاری ہیں ۔ بڑے اونچے پایہ کے صحابہ ہیں اور بڑے زاہد صحابہ ہیں ۔ مہاجرین میں ہیں ۔ قدیم الاسلام حضرات ہیں ۔ بعض کا قول ہے کہ پانچویں مسلمان ہونے والوں میں سے آپ تھے ۔ سب سے پہلے اسلامی طریقہ کا سلام آپ نے ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا تھا اسلام لانے کے بعد اپنی قوم بنی غفار میں لوٹ گئے ۔ تھے ۔ غزوہ خندق کے بعد مدینہ منورہ آئے ۔ ربذہ میں قیام کیا ۔ ۳۲ھ میں حضرت عثمان کی خلافت کے زمانہ میں وہیں وفات پائی ۔ عبداللہ بن مسعود نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی ۔ اور اسی روز بعد میں خود بھی وفات پا گئے ۔

حل الفاظ طلق ۔ اور بعض روایتوں میں طلیق ہے کھلا ہوا جس میں شکن نہ پڑے ہوں جیسے ہشاش بشاش ہونے کے وقت ہوتا ہے یا ہنسنے کے وقت یعنی ہنسی خوشی کے ساتھ چاہے اس سے مخالفت ہی ہو کدورت بھی ہو ۔

تشریح کسی نیک کام کو خواہ وہ کیسا ہی معمولی سا ہو، کتنا ہی آسان، بے مشقت اور بے خرچ ہو اس کو حقیر اور ادنیٰ سمجھنا محرومی ہے ۔ اس پر ثواب ملتا ہے اور آخرت کا ثواب ساری دنیا کے مال و دولت عیش و آرام اور اعزاز و اکرام سے بڑھ کر ہے اس کو معمولی نہ سمجھا جائے دیکھئے ۔ خندہ پیشانی کیسا ہلکا ، بے مشقت کام ہے مگر صدقہ کا ثواب رکھتا ہے ۔ اس لئے انسان یہ نہ سمجھے کہ بڑے بڑے نیکی کے کام تو کام ہیں ، معمولی باتیں کام نہیں ۔ دوسری بات یہ ہے کہ ہر نیک کام دوسرے نیک کاموں کا ذریعہ بن جاتا ہے اس لئے ہی وہ معمولی کام معمولی نہیں بلکہ بڑے بڑے کاموں کا بیج بن جاتا ہے اور بڑے کام کا ذریعہ بھی گو بظاہر چھوٹا ہو حقیقت میں بڑا ہی ہے اس لئے اس کو حقیر نہ سمجھیں اور اس سے محروم نہ رہیں ۔ اگر کسی سے اختلاف ہو تب بھی اس ثواب کے کام کو نہ چھوڑا جائے پھر ایک دن اس سے سب اختلاف ختم ہو جائیگا ۔ یہ کام اتفاق اور راحت کا کیمیاوی نسخہ ہے ۔

شکایت مت کر

- اپنی قسمت کی اور زمانہ کی ۔
- اولاد کے سامنے اپنے بڑوں کی ۔
- غیر کے سامنے اپنے دوست کی ۔
- رخصت کرنے کے بعد اپنے مہمان کی ۔
- کبھی بھول کر بھی اپنے استاد اور ماں باپ کی ۔

سراج الدین بی اے سکھر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہفت روزہ

خدام الدین

لاہور

ایڈیٹر
مناظر حسین نظر
ٹیلیفون
۶۷۵۴۵

سالانہ
گیارہ روپے
ششماہی
چھ روپے

جلد ۱۲ | ۶ ذی قعدہ ۱۳۸۶ھ مطابق ۱۷ فروری ۱۹۶۷ء | شمارہ ۴۰

سر ظفر اللہ خاں کی منافرت انگیزی

قادیانی جماعت کا سالانہ جلسہ ہر سال ربوہ میں ہوا ہی کرتا ہے اور اس مرتبہ بھی ہوا مگر اس سال جلسہ کے اور چھور کچھ نرالے ہی تھے۔ جس کی وجہ سے پاکستان کے کروڑوں مسلمانوں کے جذبات بُری طرح مجروح ہوئے ہیں اور اُن میں اس طائفہ کے خلاف شدید اشتعال پایا جاتا ہے۔ اشتعال انگیزی کا سب سے بڑا سبب پاکستان کے بدنام ترین سابق وزیر خارجہ سر ظفر اللہ خان کا وہ "بھاشن" ہے جو انہوں نے اس جلسہ میں دیا اور جس میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ اب ہماری جماعت کی مخالفت کرنے والا کوئی شخص باقی نہیں رہا اور وہ تمام لوگ جو طائفۂ قادیانیہ کے مخالف تھے ختم ہوگئے ہیں۔ اُن کے الفاظ جو ہم تک مختلف ذرائع سے پہنچے ہیں کچھ اس قسم کے ہیں "کہاں ہے عطاء اللہ شاہ بخاری، ثناء اللہ امرتسری، ابو الحسنات اور مجلس احرار جو ہماری مخالفت کیا کرتے تھے۔ وہ سب ختم ہوگئے۔ اور ۱۹۵۳ء بھی گذر گیا لیکن ہم باقی ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ ہم سچے ہیں۔" اسی کو کہتے ہیں "مارو گھٹنا پھوٹے آنکھ" اگر کسی شخص کا اس دنیا سے عالم جاودانی کی طرف سدھار جانا ہی صداقت کی دلیل ہے تو دنیا میں کسی شخص کو بھی جھوٹا ثابت نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ ہر شخص کے مخالف کو بہرحال ایک نہ ایک دن موت کی آغوش میں چلے ہی جانا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو اس دنیا میں بقا نہیں۔ جو آیا ہے وہ جانے ہی کے لئے آیا ہے۔ اگر امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ وصال فرما گئے ہیں تو مدت ہوئی مرزا غلام احمد قادیانی بھی آنجہانی ہو چکے ہیں۔ اور جس حالت میں انہوں نے آخری سانس لئے لاہور کے بڑے بوڑھے اور برانڈرتھ روڈ پر واقع احمدیہ بلڈنگ کا وہ مکان جس میں انہوں نے دم توڑا اس پر گواہ ہیں تفصیل کی شاید قانون اجازت نہ دے اجمالاً یہی کہا جا سکتا ہے

ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

ان کا جانشین بشیر الدین محمود بھی کئی سال تک موت وحیات کی عبرتناک کشمکش میں مبتلا رہ کر کارکنانِ قضا و قدر کے حوالے ہو چکا ہے اور اس کا وہ اعلان بھی کہ "۱۹۵۳ء نہ گذرنے دو" یاد رہا ہوا ہو چکا ہے۔ پھر آپ سے زیادہ کون واقف ہوگا کہ خلیفہ صاحب کن کن اذیتوں سے دوچار ہو کر دنیا سے گئے ہیں۔ اور کیا کیا تمغہ ہائے خدمت اپنے ہی ماننے والوں سے لے کر گئے ہیں۔ یقین نہ آئے تو "تاریخ محمودیت" اور "ربوہ کے مذہبی آمر" کا مطالعہ فرمایئے اور "اقراء کتابک" کا منظر اپنی آنکھوں کے سامنے لایئے انشاء اللہ آپ کے "ویا کھیان" کی تمام قلعی کھل جائے گی۔ اور اس کے بعد بھی اگر چشم عبرت وا نہ ہو تو وزارتِ خارجہ سے جدائی اور دھرمسالہ روڈ لاہور چھاؤنی کی کوٹھی سے لے کر لبنان تک بکھری ہوئی داستانِ عبرت و موعظت پر ہی ٹسوے بہا لیجئے۔ لیکن جب آنکھوں پر پردہ اور دل و دماغ پر تالے پڑ جائیں تو نہ "خسوف بدر" سے کسی شخص کو سبق ملتا ہے اور نہ ہی "بشریٰ" سے محرومی اسے راہ پر لا سکتی ہے۔

ملکی حالات کے تقاضوں کے پیش نظر ہم کوئی ناخوشگوار بحث چھیڑ کر حکومت کو مزید مشکلات میں ڈالنا نہیں چاہتے ورنہ آپ کے ڈانڈے جہاں جہاں ملتے ہیں اور انتشار کو ہوا دے کر جس طرح آپ قوم کا تماشا دیکھنا چاہتے ہیں اور اس کے پس منظر میں منافقت کا جو انداز کار فرما ہے اس سے ہم پوری طرح واقف ہیں۔ آپ پاکستانی افسروں کو روٹری کلب میں دیانت کا درس دیتے ہیں لیکن آپ کے پیچھے بد دیانتی کی ایک طویل داستان موجود ہے۔ باؤنڈری کمیشن میں آپ کی بد دیانتی نے گل کھلایا اور ضلع گورداسپور کا بیشتر حصہ ہندوستان میں چلا گیا۔ جس کی وجہ سے آج تک کشمیر کا تنازعہ چلا آتا ہے۔ آپ وکیل تو پاکستان کے تھے لیکن آپ نے قادیانیت کی وکالت کرتے ہوئے گورداسپور کا بیشتر حصہ بھارت کی آغوش میں دے دیا اور اسی وجہ سے بھارت کشمیر میں پاؤں پھیلانے اور اس پر غاصبانہ قبضہ جمانے میں کامیاب ہوا۔

قائد اعظم مرحوم آپ کے محسن تھے اور آپ زندگی بھر اُن کے کلمے پڑھتے رہے لیکن جب اُن کا انتقال ہوا تو آپ نے ان کا جنازہ تک نہیں پڑھا اور یہ کہا کہ مجھے مسلمان حکومت کا کافر ملازم کہہ لیجئے یا کافر حکومت کا مسلمان ملازم سمجھ لیجئے۔ پھر جب مسلمانوں نے آپ کے طائفے کو غیر مسلم سمجھ کر اقلیت قرار دینے کا مطالبہ کیا تو آپ نے اور آپ کی جماعت نے انکوائری کورٹ میں فوراً پینترا بدل لیا اور اپنے مؤقف سے دستبردار ہو کر مسلمانوں میں شامل ہونے کی عیارانہ کوشش کی۔ آپ کھاتے حکومت پاکستان کا رہے اور بیرونِ ملک تبلیغ قادیانی مذہب کی کرتے رہے جو انگریز کا خود کاشتہ پودا اور اندرونِ ملک مغربی سامراج کا گماشتہ ہے نیز غیر ملکی سفارت خانوں میں آپ اپنے طائفے کے لوگ بھرتی کر کے اپنے منصب کا ناجائز فائدہ اٹھاتے رہے۔ کیا یہی آپ کی دیانت داری کا وہ شاہکار ہے جسے دوسروں کے سامنے بطور نمونہ پیش کرنا چاہتے ہیں پھر آپ کے عہدِ وزارت میں بیرونِ ملک پاکستان کی ساکھ جس بُری طرح پامال ہوئی کیا اُسے آپ بطور مثال پیش کرنے کی جرأت کر سکتے ہیں؟ اس کے برعکس ہم پورے وثوق کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے سفارت خانوں نے جس قدر نکما اور ناکام رول آپ کے دورِ وزارت میں ادا کیا ہے اور قوت کارکردگی کا جو فقدان اُن دنوں تھا اُس کی مثال تاریخ پاکستان میں نہیں ملتی۔ چنانچہ اُس دور کے اخبارات کے کالم آج بھی ہمارے دعوے کے مؤید اور آپ کی ناکامی و نام نہاد دیانتداری کے شاہد عدل ہیں۔ علاوہ ازیں آپ کے دورِ وزارت میں ہماری خارجہ پالیسی کا جو حشر ہوا اور جس طرح غیروں نے پاکستان کو گھر کی مچھلی اور بکاؤ مال سمجھ کر نظر انداز کیا اور جس کی سزا ہم آج تک بھگت رہے ہیں روزِ روشن کی طرح عیاں ہے۔ کشمیر کا مسئلہ آپ ہی کا الجھایا ہوا ہے اور آج تک آپ کی "کامیاب

وکالت" کا نوحہ خواں ہے۔ اسی طرح کئی دیگر کارگذاریاں آپ کی "دیانت داری" کے اشتہار کے طور پر پیش کی جا سکتی ہیں۔ لیکن ہم اس مختصر سی صحبت میں بطور "مشتے از خروارے" صرف چند پر اکتفا کرتے ہوئے باقی کا بیان کسی آئندہ صحبت پر اٹھا رکھتے ہیں اور آپ سے سوال کرتے ہیں کہ آپ اسی "دیانت داری" کا ڈھنڈورا پیٹ کر عوام کو فریب دینا چاہتے ہیں؟

اب آپ نے سوال کیا ہے کہ سید عطاء اللہ شاہ بخاری اور دوسرے مسلمان رہنما کہاں ہیں — تو سن لیجئے کہ وہ جنت میں اپنے آقا و مولا فداہ ابی و امی جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن رحمت میں ابدی زندگی کے مزے لے رہے ہیں اور رہ گیا ان کا مشن یعنی عقیدہ ختم نبوت کی تبلیغ تو وہ بھی زندہ و تابندہ ہے اور جب تک کوئی ایک فرد بھی "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کہنے والا موجود ہے یہ مشن باقی رہے گا اور خانہ ساز نبوتوں کے بخیے ادھڑتے ہی رہیں گے۔ آپ نے مجلس احرار کو اپنے خطاب میں للکارا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ خواب میں بھی ان کا خیال آپ کے قلب و ذہن پر ضرور مسلط رہتا ہوگا کیونکہ انہوں نے آج تک آپ کے کسی امیدوار کو بھی تحریک ختم نبوت کے بعد ملک میں قومی یا صوبائی اسمبلی کا ممبر نہیں بننے دیا۔ اور ہر محاذ پر سارقین ختم نبوت کی گوشمالی کی ہے — آپ کو علم ہونا چاہئے کہ یہ جماعت اب بھی موجود ہے۔ اور اس کے آزمودہ کار قائدین اور جواں ہمت رضا کار آج بھی اپنے امیر سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے تجویز کردہ مشن کے حفظ و بقاء اور ترقی کے لئے سرگرم کار ہیں — البتہ ان میں سے مجلس تحفظ ختم نبوت نے حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہی کے ایما پر سیاسیات سے کنارہ کر لیا تھا اور اب وہ علمی و تبلیغی محاذ پر مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندہری اور مناظر اسلام مولانا لال حسین اختر کی قیادت میں باطل کی ہر قوت کے مقابلہ میں ڈٹی ہوئی ہے۔ قلمی میدان میں ملک کے شیر دل اور عظیم صحافی آغا شورش کاشمیری کا چٹان اُسی ذہن کا ترجمان ہے جسے قائد احرار چودھری افضل حق رحمۃ اللہ علیہ اور امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے پیدا کیا تھا اور بحمد اللہ تعالےٰ آپ کے تمام چیلوں پر یہ اکیلا بھاری ہے۔ اسکے علاوہ مولانا عبدالرحیم اشرف کا "المنبر" مولانا تاج محمود کا "لولاک" ماہنامہ "تبصرہ" اور روزنامہ "آزاد" اور دوسرے کئی اخبارات وجرائد احراریت ہی کے نقیب ہیں اور اس کے بعد بھی اگر آپ کو "احرار" کا سیل رواں نظر نہ آئے تو قصور آپ کی شپرہ چشمی کا ہے چشمۂ آفتاب کا نہیں۔

لیکن سب سے بڑی غور طلب بات یہ ہے کہ آپ کو یہ باتیں اسی مرحلہ پر ہی کیوں سوجھیں۔ اور آپ نے ان اشتعال انگیز باتوں کے لئے یہی وقت کیوں منتخب کیا جبکہ ملک مشکلات میں گھرا ہوا ہے؟ کیا آپ اس موقع پر اپنے آقایان ولی نعمت اور اپنی جماعت کی کسی خفیہ سازش کو بروئے کار لانے کے خواب تو نہیں دیکھ رہے اور ان کے اشارۂ چشم و ابرو پر ملک میں اشتعال اور افراتفری کو ہوا دے کر اور حکومت و عوام کے درمیان منافرت کی خلیج حائل کر کے کسی طے شدہ پروگرام کی تکمیل تو نہیں چاہتے؟ لیکن یاد رکھئے مسلمان انشاءاللہ تعالےٰ آپ کے کسی منصوبے کو بھی کامیاب نہیں ہونے دیں گے اور آپ کا کوئی خواب بھی شرمندۂ تعبیر نہیں ہو سکے گا۔

یہاں ہم اپنی حکومت اور کاربردازان مملکت سے بھی درخواست کریں گے کہ وہ "ربوہ کی سرگرمیوں" کا پورا جائزہ لیں، سالانہ اجلاس میں ہونے والی تقاریر کا مکمل نوٹس لے کر عوام کے اضطراب کو دُور کریں اور حالات کا رُخ سمجھنے کی کوشش فرمائیں۔ ہمارے خیال میں اس سارے ڈرامہ کا پس منظر جو اس موقع پر ربوہ میں کھیلا گیا یہ ہے کہ ملک میں بدامنی اور انتشار کو ہوا دے کر کسی سازش کے لئے راہ ہموار کی جائے — چنانچہ ہمارے اس قیاس کو مندرجہ ذیل امور سے تقویت ملتی ہے:-

۱- سر ظفر اللہ نے روٹری کلب لاہور میں تقریر کرتے ہوئے پہلی مرتبہ یہ تاثر دیا ہے کہ دنیا کے دوسرے ممالک کی رائے عامہ پاکستانی افسروں کو بددیانت تصور کرتی ہے اور اس طرح ایک طرف پاکستانی عوام کے دلوں میں افسری طبقے کے خلاف نفرت کو ہوا دینے اور پاکستانی عوام اور افسری طبقے کے درمیان منافرت کی خلیج حائل کرنے کی کوشش کی ہے — اور دوسری طرف ربوہ کے سالانہ اجلاس میں مذکورہ بالا "بھاشن" کے دوران مسلمان رہنماؤں کے خلاف زہر اگل کر اور ۱۹۵۳ء کے واقعات یاد دلا کر مسلمانوں کے جذبات کو مجموعی طور پر مشتعل و مجروح کرنے کا بیہودہ مظاہرہ کیا ہے جس کا لازمی نتیجہ ملک میں انتشار و تشتت ہو سکتا ہے۔ ظاہر ہے۔ موجودہ حالات میں جبکہ حکومت پہلے ہی مشکلات میں گھری ہوئی ہے، غلے اور دوسری ضروریات زندگی کی گرانی کا دَور دَورہ ہے، مزدوروں، مذہبی حلقوں اور عوام میں بے چینی پائی جاتی ہے کشمیر کے حالات خراب سے خراب تر ہو رہے ہیں اور سب سے بڑھ کر گورنر مغربی پاکستان جنرل محمد موسیٰ کے الفاظ میں ہمارے سر پر ایک کینہ ور دشمن کھڑا ہے اس قسم کی منافرت انگیزی حکومت کے لئے مزید مشکلات اور انتظامیہ کے لئے اپنے فرائض کی انجام دہی کی راہ میں رکاوٹوں کا سبب بن سکتی ہے اور ملک و قوم کے کسی بھی بہی خواہ یا ہمدرد سے اس وقت میں ایسی تقریروں اور اشتعال انگیزیوں کی توقع نہیں کی جا سکتی۔ چنانچہ ہماری رائے یہ ہے کہ یہ سب کچھ کسی اشارے پر ہو رہا ہے — اور سر ظفر اللہ خاں اور ان کا طائفہ پاکستان اور حکومت پاکستان کا ہرگز خیر خواہ نہیں ہے۔

۲- سر ظفر اللہ نے اپنے "بھاشن" میں یہ بھی کہا کہ "تاریخ اسلام اس امر کی بولتی ہوئی دلیل ہے کہ مسلمان ہمیشہ اسی دَور میں ترقی اور خوش حالی سے ہمکنار رہے جس دَور میں ان پر کسی طاقتور خلیفہ یا امیر کی حکومت تھی۔ چنانچہ مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ ایک خلیفہ یا امیر کی زیر قیادت مجتمع اور متحد ہو جائیں۔" (نوائے وقت ۳۰ جنوری ۱۹۶۷ء)

واضح بات ہے کہ یہ الفاظ کہہ کر سر ظفر اللہ نے مملکت در مملکت کا نظریہ پیش کیا ہے اور صدر ایوب سمیت ساری قوم کو مرزا ناصر احمد کی اطاعت کی دعوت دی ہے۔ وہ مرزا ناصر احمد کو مطاع اور صدر ایوب کو عقیدۃً مطیع سمجھتے ہیں۔ اُن کے نزدیک مذہباً ساری دنیا میں مرزا ناصر احمد کے علاوہ کوئی دوسرا شخص خلیفہ نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ ہم صدر مملکت سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ ان کا محاسبہ کریں اور پوچھیں کہ آیا وہ مرزا ناصر احمد کے علاوہ بشمول امتِ مرزائیہ کسی بھی دوسرے شخص کو طاقتور خلیفہ یا امیر ماننے کے لئے تیار ہیں یا دنیا کے کسی مسلمان خلیفہ یا امیر کو اسلامی خلیفہ تسلیم کر سکتے ہیں؟ اگر نہیں اور جیسا کہ ان کا مذہبی عقیدہ ہے یقیناً نہیں مان سکتے تو پھر وہ سارے ملک پر حکومت کے خواب دیکھ رہے ہیں اور بشمول صدر مملکت سارے ملک کے مسلمانوں کو مطیع دیکھنے کے آرزو مند ہیں۔ نیز جہاں تک ہمیں یاد ہے مرزا بشیر الدین محمود نے ایک مرتبہ اس قسم کے الفاظ بھی کہے تھے کہ جب ہماری حکومت ہوگی تو ہم مسلمانوں سے چوہڑے چماروں کا سا سلوک کریں گے۔ جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ وہ ریاست در ریاست قائم کرنے

(باقی ص ۱۹ پر)

خطبہ جمعہ ۲۹ر شوال المکرم ۱۳۸۶ھ بمطابق ۱۰ر فروری ۱۹۶۷ء

دعوت کو عام کردو اور دین کی آواز بن جاؤ

حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی : اما بعد : فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم :-

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ۔ (س آل عمران رکوع ۱۲)

ترجمہ: تم سب امتوں سے بہتر ہو جو لوگوں کے لئے بھیجی گئیں۔ اچھے کاموں کا حکم کرتے ہو اور بُرے کاموں سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان لاتے ہو۔

آیت مذکورہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو "خیر امت" کہا گیا ہے۔ اور یہ اس لئے کہ اس امت کو جو نبی بخشا گیا، جو دستور العمل دیا گیا اور زندگی کا جو جامع و اکمل ہدایت نامہ عطا ہوا ہے وہ بھی اپنا جواب نہیں رکھتے۔

خیر امت کا فریضہ

اب یہ امت چونکہ سب امتوں سے بہتر ہے اور اپنے پاس جامع و اکمل اور غیر متبدل و امٹ دستور زندگی بھی رکھتی ہے اس لئے ضروری ہے کہ یہ دوسروں کے لئے نمونہ اور نشانِ راہ بنے۔ چنانچہ اس کا فرض ہے کہ یہ تمام دنیا کو بہتر بننے کی ترغیب دے اور بہتر بنائے۔ خود بھی برائیوں سے بچے اور دوسروں کو بھی برائیوں سے بچائے۔ اس امت کے افراد خود بھی اصلی، کھرے اور سچے ایماندار بنیں اور دوسروں کو بھی اپنے رنگ میں رنگ کر دکھائیں۔

حق کا اثر

ہمارا دعوئے ہے کہ برائی اگرچہ پوری طرح جڑیں کیوں نہ پکڑ چکی ہو، انسان اپنی انسانیت سے کتنا ہی کیوں نہ گزر گئے ہوں اور حق و باطل میں امتیاز کی طاقتیں کتنی ہی مردہ کیوں نہ ہو گئی ہوں حق اپنی جگہ حق ہی رہتا ہے اور اسے اخلاص و ایمان کے ساتھ جب بھی پیش کیا جائے اپنا اثر دکھائے بغیر نہیں رہتا۔ سخت سے سخت منکروں کے سر بھی اس کے آگے جھک جاتے ہیں، بڑے سے بڑے مخالف دعوت الی الحق کی تحریک کے سامنے سپر انداز ہو جاتے ہیں۔ اور یہ تحریک کسی طاقت کے روکے ہرگز نہیں رُکتی۔

ماضی کی شہادت

آپ ۱۳۸۶ برس پیچھے کو نظر دوڑائیے اور دیکھئے کہ فاران کی چوٹی سے مکہ کا دُرِ یتیم جب دعوتِ حق کی صدا لے کر اُٹھتا ہے تو اس وقت دنیا کی کیا حالت تھی۔ اور وہ کس طرح کائنات کا نقشہ پلٹ کر رکھ دیتا ہے اور حیوانوں سے بدتر مخلوق کو انسانیت کی معراجِ کمال پر پہنچا دیتا ہے۔ پھر یہی دعوتِ حق کی قرآنی تحریک لے کر جب اس کے فیض یافتگان دنیا کے سامنے آتے ہیں تو کیونکر انقلاب برپا کرتے ہیں اور بقول نپولین بونا پارٹ آدھی صدی میں آدھی دنیا پر اسلام کا پھریرا لہرا دیتے ہیں۔

محترم حضرات! ہمارا ایمان ہے کہ وہ دعوت جسے ہمارے آقا و مولا جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش فرمایا اور جس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جانشینوں نے دنیا کے کونے کونے میں پھیلایا آج بھی موجود ہے اور اس کے اندر آج بھی وہی تاثیر موجود ہے جو خیر القرون میں تھی لیکن بدقسمتی سے ہم میں فرق آگیا ہے اور ہم نے دعوتِ حق کے وہ ہتھیار ضائع کر دیئے ہیں جو کبھی ہمارا طغرۂ امتیاز تھے۔

دعوتِ حق کے ہتھیار

یاد رکھئے! دعوت الی الحق کے لئے شجاعتِ قلب، جرأتِ لسان، زور آور دست و بازو اور بے پناہ قوتِ برداشت زبردست ہتھیار ہیں چنانچہ جو دعوت دینے والا ان ہتھیاروں سے مسلح ہو کر میدانِ عمل میں آئے گا کامیاب و کامران ہوگا۔ اور منزلِ مراد بڑھ کر اس کے قدم لے گی اور جو ان سے محروم ہوگا ناکام و نامراد ہوگا۔

دعوت کو عام کر دو

برادرانِ عزیز! آج جب کہ ہر طرف بے حیائی کا دَور دَورہ ہے اور معاشرہ ہر قسم کی برائیوں اور معصیتوں کی آماجگاہ بنا ہوا ہے اسلام کے نام لیواؤں اور "خیر امت" کہلانے والوں کا فرض ہے کہ وہ دعوتِ حق کو عام کر دیں اور مذکورہ بالا ہتھیاروں سے لیس ہو کر پوری قوت کے ساتھ میدانِ عمل میں آ جائیں تاکہ برائیوں کا خاتمہ ہو سکے اور نیکی کی اشاعت ہو۔

افسوس کا مقام

کس قدر شرم اور افسوس کا مقام ہے کہ آج کی دنیا میں شراب کھلم کھلا فروخت ہو سکتی ہے، فاحشہ عورتیں اپنی شرمگاہوں کا بھاؤ چکا سکتی ہیں، نسل انسانی کو تباہ کرنے والے آلات ایٹم بم اور ہائیڈروجن بم بنائے جا سکتے ہیں، نہتوں اور بے سروسامانوں کو نشانۂ جور و ستم بنایا جا سکتا ہے، ہر قسم کی بدتہذیبی، بے ایمانی اور سخت گیری جائز ہے لیکن خدا کے مقدس بندوں کی تعلیم کے لئے اس دَور میں کوئی گنجائش نہیں۔ ایک اجنبی مرد، ایک اجنبی عورت کے گلے میں ہاتھ ڈال کر ناچ سکتا ہے۔ مگر خدائی تہذیب کے لئے دروازے بند ہیں۔

دین کی آواز بن جاؤ

پس ان حالات میں جب کہ بدی شدومد سے پھیل رہی ہے اور دعوتِ حق کو دبانے کے لئے ہر قسم کے ذرائع استعمال کئے جا رہے ہیں۔ روئے زمین پر بسنے والے تمام مسلمانوں کا فرض ہے کہ

(باقی صفحہ ۱۶ پر)

مجلس ذکر :- ۲۱ر شوال المکرم ۱۳۸۶ھ مطابق ۲ر فروری ۱۹۶۷ء

موت کو ہر گھڑی سامنے رکھو اور یادِ الٰہی میں لگے رہو !!!

حضرت مولانا عبید اللہ انور مد ظلہ العالی

الحمد للہ وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ الّذین اصطفیٰ : امّا بعد : فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرّجیم : بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم ــــ

بزرگانِ محترم! مشہور قول ہے کہ فعل الحکیم لا یخلو عن الحکمۃ۔ حکیم کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں ہوتا ــــ اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے اور وہ ہمیں مغفرت سے نوازنا چاہتے ہیں تو اس پاکیزہ مجلس میں ہمیں اپنا نام لینے کی توفیق دے دی۔ یہ اُن کا فضل ہے، احسان ہے ورنہ اگر وُہ توفیق ہی نہ دیتے تو ہم مجلس ذکر میں کیونکر شامل ہو سکتے تھے۔ جب کسی پر حق تعالیٰ سبحانہٗ اپنا کرم فرمانا چاہتے ہیں تو وہ اُسے اپنی یاد کی توفیق دے دیتے ہیں اور ایک لگن اُس کے دل میں لگا دیتے ہیں جس کے باعث اُسے یادِ خدا میں لذت آنے لگتی ہے، اس کا جی ذکر اللہ کی مجالس اور نماز میں ہی اٹکا رہتا ہے۔

کئی ایسے بھی بدنصیب ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اس طرف آنے کی توفیق ہی نہیں دی اور وہ سینماؤں، کلبوں اور بازاروں میں مارے مارے پھرتے ہیں۔ مساجد کے دروازوں پر آکر بھی انہیں نماز اور یادِ خدا کی توفیق نہیں ہوتی۔ اس کے بعد بھی کہ اُس نے ہمیں اپنا نام لینے کی توفیق دی ہے نجات کا معاملہ فقط اُسی کے ہاتھ میں ہے۔ ہمیں اپنی عبادت پر مغرور نہیں ہونا چاہئے۔ وہ چاہے تو قبول فرمالے اور چاہے تو ہماری شامت گناہ یا دل میں ریا آجانے کے باعث اسے رَد فرما دے۔ پھر انسان کی نجات فقط عملوں پر ہی موقوف نہیں ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے۔ نجات عمل پر موقوف نہیں ہے بلکہ اللہ کے فضل پر موقوف ہے لیکن اس کا یہ مطلب بھی ہرگز نہ لینا چاہئے کہ انسان ہاتھ پاؤں توڑ کر بیٹھ رہے اور سرے سے عمل ہی نہ کرے۔ عمل بھی کرے اور اس کی مقبولیت کے لئے بارگاہِ ربّ العزّت میں دعا بھی کرتا رہے۔ مقصد یہ ہے کہ اس کا دھیان ہر وقت اللہ ربّ العزّت کی طرف لگا رہے اور اسی سے فضل و کرم کی ہر گھڑی بھیک مانگتا رہے۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ انسان کو ہر گھڑی اپنے اعمال اور نیّات کا محاسبہ کرتے رہنا چاہئے۔ اگر جی اللہ اللہ کرنے کو چاہتا ہے، یادِ الٰہی میں لذّت آتی ہے، فرائض کی انجام دہی کی توفیق ہو جاتی ہے، اور تمام اعمال خالصتاً لوجہ اللہ ہو رہے ہیں تو سمجھئے کہ روحانی صحت درست ہے اور حق تعالیٰ سبحانہٗ راضی ہیں۔ اگر نماز میں جی نہیں لگتا، یادِ الٰہی کی توفیق نہیں ہوتی، برائیوں میں دل پھنسا ہُوا ہے یا عبادت پر غرور محسوس ہوتا ہے اور ریاءکاری دل و دماغ سے نہیں جاتی تو سمجھنا چاہئے کہ روحانی صحت خراب ہے اور اس کو کسی اچھے روحانی معالج کی ضرورت ہے جو کتاب و سنت کا گرویدہ اور شریعت و طریقت کا ماہر ہو۔

یاد رکھئے! عبادت روح کی غذا ہے۔ روح سے آپ کی زندگی ہے اور عبادت سے روح کی زندگی ہے۔ روح نکل جائے تو انسان مرجاتا ہے لیکن روح کے لئے موت نہیں۔ اللہ کی ذات باقی رہنے والی ہے باقی ہر چیز کو فنا ہے اور ہر شخص موت ہی کی طرف سفر کر رہا ہے۔ موت کے معنی نقل مکانی کے ہیں عدم کے نہیں۔ چنانچہ موت کے بعد قبر جنّت کے باغوں میں سے ایک باغ بنے گی یا دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا۔ اس لئے آپ کو ہر گھڑی اپنی موت کو سامنے رکھنا چاہئے۔ اور آخرت کے لئے زادِ راہ فراہم کرنے کی دُھن میں مگن رہنا چاہئے۔ آخرت سنور گئی تو سمجھئے زندگی کامیاب ہو گئی اور آخرت خراب ہوئی تو زندگی برباد ہو گئی۔ پھر آپ تو "خیر امت" ہیں۔ آپ کا کام نہ صرف اپنی زندگیوں کو سدھارنا ہے بلکہ دوسروں کو بھی صراطِ مستقیم پر چلانا اور ان کی اصلاح کرنا آپ کے فرائض میں شامل ہے۔ ارشادِ ربّانی ہے:-

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ ۝

تم اے امّتِ محمدیہ بہترین امّت ہو، ایسی امّت جو عام لوگوں کے فائدے کے لئے ظاہر کی گئی ہے۔ تم نیک کام کرنے کو کہتے ہو اور بُرے کاموں سے منع کرتے ہو اور تم اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے ہو۔

بزرگانِ محترم! یاد رکھو، یہ دنیا آنی جانی ہے۔ ایک ایک لمحہ برف کی طرح گھٹ رہی ہے۔ اس لئے اپنے فرائض سے غفلت نہ برتو اور یادِ الٰہی میں لگے رہو۔ انشاء اللہ کثرتِ ذکر اللہ کی برکت سے آپ کی دنیا بھی سنور جائے گی اور آخرت بھی بہتر ہو جائیگی رزقِ حلال اور صدق مقال کو شعار بنا لو اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشِ قدم پر چل کر اپنی زندگیوں کو فلاح و کامیابی سے ہمکنار کر لو۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی یاد کی زیادہ سے زیادہ توفیق دے۔ آمین یا الٰہ العالمین !!

نفس کی آمد و شد کہہ رہی ہے غفلت کیش
کہ مثل برف ترا بہہ رہا ہے راس لمال

قاضی محمد زاہد الحسینی، کیمبلپور

(گذشتہ سے پیوستہ)

منکرینِ حدیث کے اعتراضات اور ان کے جوابات

آٹھواں اعتراض

عموماً یہ کہا جاتا ہے کہ وہ روایت جس کو حدیث کا نام دیا جاتا ہے۔ آخر ساڑھے تیرہ سو سال سے کس طرح آج تک محفوظ چلی آئی۔ اور اس کا کیا ثبوت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔

اس کا جواب یہ ہے حدیث صرف سُنی سنائی بات کا نام نہیں ہے بلکہ قرن اوّل میں جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔ جبتک تک کہ ہر حدیث کے لیئے کم از کم دو راوی موجود نہ ہوں۔ یہ تعداد نقل اور روایت کے لحاظ سے بڑی کافی بھی ہوئی ہے اور دو تو راوی موجود ہیں۔ اور پھر حلف دیکر اس کا ثبوت کیا جاتا تھا۔ بعض احادیث کے راوی اولین دور کے کئی کئی بھی موجود ہیں مثلاً بخاری شریف میں ایک روایت ہے جس کے بارہ راوی تو امام بخاری کی شروط کے مطابق موجود ہیں۔ وہ روایت یہ ہے کہ

جب ایک خاوند اپنی بیوی سے ایلا کرے اور ایلار کی مدت گزر جائے تو اب خاوند یا تو اس کو الگ کر دے یعنی طلاق دے دے اور یا اس کو مناسب طریقہ پر آباد کرے۔ اس کو بارہ صحابہ ابن عمر۔ عثمان۔ علی ابو الدرداء۔ عائشہ وغیرہم رضی اللہ عنہم راوی بیان کرنے والے ہیں۔ (بخاری ج صفحہ ۱۸۱)

اسی طرح درس حدیث کی عمومیت اتنی ہو گئی تھی کہ پورا پورا محلہ اس کو بیان کرتا تھا۔ مثلاً حضرت عروہ کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دینار بکری خریدنے کے لئے دیا۔ انہوں نے اس ایک دینار سے دو بکریاں خریدیں اور پھر ایک بکری کو ایک دینار پر فروخت کر کے دوسری بکری اور دینار بھی خدمت نبوی میں پیش کر دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے دعا کی تو وہ پھر اگر مٹی بھی خریدتا تھا تو نفع ہوتا تھا۔ یہ واقعہ اتنا عام اور مشہور تھا کہ سارا محلہ عروہ سے اس کو روایت کرتا ہے۔

قال شبیب بن غرقدہ سمعت الحی یحدثون عن عروۃ رضی اللہ عنہم۔

درس حدیث کے لئے لوگوں کو جمع کیا جاتا تھا ایک صحابی نے فرمایا: "کہ تم اپنے ساتھیوں کی ایک تعداد اکٹھی کر کے لے آؤ" تاکہ ان کو حدیث سناؤں۔ صحیح مسلم ج ۱ صفحہ ۸۶

جبکہ، دنیا کی ہر ایک عدالت میں معمولی مقدمات سے لیکر قتل تک کے مقدمات صرف دو گواہوں کی شہادت پر فیصلہ کر دیئے جاتے ہیں۔ ہر ایک مجسٹریٹ گواہوں کی شہادت کو پورے طریقہ پر سن کر اس کے مطابق فیصلہ دیتا ہے اور وہ فیصلہ بھی معمولی نہیں ہوتا بلکہ انسان کو دنیا سے ختم کر دینے والا ہوتا ہے اور وہ گواہ بھی اکثر اوقات شہادت میں روا داری کر جاتے ہیں۔

مگر یہاں جبکہ ایک نہیں کئی آدمی شہادت دے رہے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ فرمایا یہ کیا ہے۔ اور گواہ بھی ایسے کہ اکثر کو خداوند تعالیٰ نے اپنی خوشنودی کی سند دے دی رضی اللہ عنہم پاک دامن۔ اخلاق عالیہ کے مالک یا پابند صوم و صلوٰۃ جنہوں نے کسی دنیاوی معاملہ میں کبھی بھی غلطی نہ کی ہو۔ رات دن یاد الٰہی میں مصروف رہنے والے ہوں اور وہ حلفاً یہ بیان کر رہے ہوں کہ ہم نے اس کو سُنا یا دیکھا تو دنیا کی وہ کون سی عدالت ہے کہ جو ازراہِ انصاف اس شہادت کو رد کر سکتی ہے۔

نوٹ: امام بخاری سے جن لوگوں نے براہِ راست بخاری شریف سُنی ہے ان کی تعداد نوے ہزار کے قریب ہے (برہان مئی ۵۲ء صفحہ ۲)

"رواۃ حدیث کا کمال احتیاط"

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک تعلیم نے صحابہ کرام کے نفوس قدسیہ کا ایسا تزکیہ کر دیا تھا کہ وہ کسی بات میں جھوٹ و افتراء اور بہتان سے بالکل مبرّا ہی رہتے تھے۔ اس لئے انہوں نے جناب رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال اور افعال کو بیان کرتے میں نہایت ہی احتیاط سے کام لیا ہے اور ہر امکانی سعی کی ہے کہ کسی طرح ارشاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اقوال نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بیان کرنے میں غلطی نہ ہو سکے۔ مثلاً۔

ا۔ اگر روایت کے سارے الفاظ کسی راوی کو یاد نہ رہے تو اس نے صاف صاف کہہ دیا کہ مجھ کو یہ یاد نہیں۔ جیسا کہ محمد بن عبید نے ایک روایت کو بیان کرتے ہوئے صاف کہہ دیا کہ لا احفظ سائرہ مجھ کو اس روایت کے سارے الفاظ یاد نہیں ہیں۔ بخاری ج ۲ صفحہ ۱۵۴

ایک روایت کو بیان کرتے ہوئے راوی یزید نے بلا کسی کھٹک کے کہہ دیا کہ مجھ کو باقی لوگوں کے نام بھول گئے

قال یزید نسیت بقیتھم ج ۲ صفحہ ۴ ۔

ب: ایک روایت کو مزید توثیق سے بیان کرتے ہوئے ایسے الفاظ کہہ دیئے جو تاکید اور درستی پر واضح دلالت کرتے ہیں مثلاً راوی نے کہا حدثنی ابو سفیان من فیہ الی۔ مجھے ابو سفیان نے اس طرح بالمشافہ بیان کیا کہ اس کا منہ میرے منہ کی طرف تھا۔ بعض جگہ راوی کہہ دیتا ہے۔ سمعت باذنی میں نے اپنے کانوں سے فرماتے ہوئے سُنا۔ یا بعض جگہ حلفاً کہہ دیتا ہے۔

(ج) بسا اوقات اس حدیث کا مقام اور جگہ بھی بتا دیتا ہے۔ اور وقت بھی بتا دیتا ہے جیسا کہ ابوذر غفاری رضی اللہ نے فرمایا کہ عشار کے وقت۔ بذہ کے مقام پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے یہ فرمایا کہ من قال لا الٰہ الا اللہ دخل الجنۃ (بخاری شریف)

اور جہاں کہیں ایک راوی نے اپنی طرف سے ایک بات کہہ دی ہو گی تو وہ صاف کہہ دے گا کہ یہ میری طرف سے ہے۔ چنانچہ راوی حدیث ابوہریرہ رضی اللہ نے ایک مقام پر صاف کہہ دیا

ھذا من کیس ابی ھریرۃ۔

(د) جہاں کہیں شک و شبہ ہوا فوراً او کا حرف کہہ دیا کہ یوں فرمایا یا یوں فرمایا بخاری ج صفحہ ۱۸۵

آخر وہ مرحوم۔ مغفور بزرگ جنہوں نے اپنی عزیز جان کی پرواہ تک نہ کی اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے

صاف صاف واقعات کا اقرار کر لیا ان سے یہ توقع کس طرح کی جا سکتی ہے کہ وہ اس رحمۃ للعالمین پر افترا باندھتے ہوں گے۔ اناللہ و نعوذ باللہ۔

یہی وہ مسلمانوں کا کمال حفظ تھا کہ آج تک قرآن مجید کی طرح کتب حدیث بھی محفوظ ہیں۔ مولانا محمد علی جوہر کا قول کہ

قرآن پاک تو قرآن پاک دوسرے صحائف ہمارے کتب حدیث کی تحقیق اور صحت و حفاظت کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔

خطوط مشاہیر از عبدالماجد ص۲۴۷

یہ حفظ الفاظ حدیث کا اہتمام خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جیسا کہ براء بن عاذب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک بات سنی۔ اور پھر اس کو آپ کے سامنے دہرانے لگے تو دہراتے ہوئے نبی کے لفظ کی بجائے (جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا) رسول کا لفظ کہہ دیا۔ آپ نے فوراً منع فرما دیا اور وہی پہلا لفظ نبی کا لفظ کہلوایا۔ (صحیح بخاری ۲۶/۱)

علی ہذا القیاس اگر کوئی یہ کہہ دے کہ اتنے زمانے سے قرآن کس طرح محفوظ رہا یا دوسری کتابیں جو قبل از زمانہ پریس میں آ چکی تھیں آج تک کس طرح محفوظ ہیں۔ مقالات افلاطون، اور جغرافیہ بطلیموس، وغیرہ تو محفوظ مانے جاتے ہیں۔ حالانکہ ان کے لئے نہ کوئی سند ہے نہ دلیل ہے۔ مگر حدیث کے ناقل اور ان کے محفوظ کرنے والے ہر زمانہ میں مشہور و معروف ہیں۔ آج بھی حدیث کے راویوں کے حالات علم اسماء الرجال میں موجود ہے۔ پھر کس طرح انکار کیا جا سکتا ہے۔ پھر خصوصاً جبکہ اس زمانہ اولین سے لے کر آج تک اس کی تصنیف تدریس اور پھر کروڑوں مسلمانوں کا عمل بالحدیث اس کی حفاظت او بقاء کی سب سے بڑی دلیل ہے۔ مثلاً جس حدیث میں یہ آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب کی نماز تین رکعات ادا فرمائی۔ یہ حدیث جس طرح کتب حدیث میں موجود ہے اسی طرح عرب و عجم مشرق و مغرب کے مسلمانوں کا اس پر عمل اس کی حفاظت کا سب سے بڑا انتظام ہے۔ پھر جب کہ مسلمانوں میں ایسے باہمت لوگ گزرے ہیں جنہوں نے احادیث کو سند اور متن کے ساتھ سند بنوک زبان یاد رکھا چند محدثینؒ کے اسماء گرامیہ غرض ہیں۔ علامہ ذہبی متوفی ۷۴۸ھ نے تذکرۃ الحفاظ کتاب (جو کہ چار جلدوں میں ہے) میں اکیس طبقات بیان کئے ہیں۔

نوٹ: سب سے پہلے حافظ اس کتاب میں جن کا ذکر آیا ہے ابوبکر صدیق ہیں۔ اور سب سے آخری حافظ حدیث جمال الدین ابو الحجاج القضاعی الدمشقی متوفی ۱۲ صفر ۷۴۲ھ ہیں گویا علامہ ذہبی کو جن حفاظ حدیث کے حالات ساتویں صدی ہجری تک معلوم ہو سکے ان کی تعداد ۱۱۷۶ ہے۔

اس مسئلہ کی پوری تشریح "ضرورت حدیث" میں موجود ہے کس قدر حدیث کی حفاظت اور اس کی جمع کرنے پر حریص اور خواہشمند تھے۔

فائدہ

قرون اولیٰ اور عربی ممالک کا تو ذکر ہی کیا ہندوستان میں بھی حدیث کے حفاظ بکثرت گزر چکے ہیں۔ مجدد الف ثانی کے پوتے شیخ محمد فرخ کو ستر ہزار احادیث متن اور سند کے ساتھ یاد تھیں۔ مولانا عبدالملک عباسی کو پوری بخاری یاد تھی اور وہ زبانی درس دیا کرتے تھے۔

نظام تعلیم و تربیت از گیلانی ص۱۲۲/۱

جواب سوال نہم

قرآن اور حدیث میں مخالفت کیوں ہے؟

جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس لئے تشریف لائے ہوں کہ خداوند تعالیٰ کے پیام کو دنیا تک پہنچائیں۔ یہ توقع کرنا بلکہ اس کا خیال بھی کرنا گناہ عظیم ہے کہ انہوں نے کوئی ایسی بات فرمائی ہو گی جو قرآن شریف کی ہدایت کے خلاف ہو اس لئے ہم یہ

(باقی ص۱۲ پر)

فضائل قرآن

امیر الس بی ملتانی

یہی ہے وہ کتاب حق جسے قرآن کہتے ہیں
جسے برہان کہتے ہیں جسے فرقان کہتے ہیں

یہی ہے وہ کہ جس کا منتظر سارا زمانہ تھا
رسولوں کی زباں پر جس کا نغمہ تھا ترانہ تھا

نرالی شان رکھتی ہے نرالی ہے زمانے سے
سبھی جنّ و بشر عاجز ہیں اس کی مثل لانے سے

نہ کچھ تحریف کا خطرہ نہ خدشہ کچھ خیانت کا
خدائے پاک خود ضامن ہے جب اسکی حفاظت کا

اسی نے بھید کھولا ہے نبوّت کا خلافت کا
اسی نے راز بتلایا ہے قوموں کی امامت کا

ہے لاثانی معانی میں فصاحت میں بلاغت میں
وضاحت میں صداقت میں ہدایت میں قیادت میں

یہ تذکیر مبارک ہے یہ دستورِ ہدایت ہے
یہ دستاویز رحمت ہے یہ منشورِ شفاعت ہے

قلوبِ زنگ آلودہ مجلّیٰ اس سے ہوتے ہیں
منوّر اس سے ہوتے ہیں جو سُکّے اس سے ہوتے ہیں

ہے بہتر وہ بشر تم میں یہ فرمانِ رسالت ہے
کہ جس کا مشغلہ اس کی تلاوت ہے اشاعت ہے

اسی مخزن کا ہے سبع مثانی گوہرِ اکبر
جو قیمت میں ہے سب دنیا و مافیہا سے بالاتر

رہا محروم جو نورِ ھدیٰ سے دارِ دنیا میں
بصد ذلّت وہ اندھا ہی اٹھے گا دارِ عقبیٰ میں

نبی کا قلب کرتا ہے تحمّل اس کی عظمت کا
کوئی اندازہ کر سکتا ہے اس کی شانِ رفعت کا

اگر ہوتا نزول اس کا پہاڑوں پر تو پھٹ جاتے
خدا کے خوف سے وہ ریزہ ریزہ ہو کے بٹ جاتے

مگر افسوس و حسرت اس دلِ ناکام و مُردہ پر
نہ لرزے خوف و ہیبت سے کلام پاک جو سن کر

خدا نے خود عنایت کی کتابِ زندگی تم کو
دوامی دے دیا اس نے نصابِ زندگی تم کو

حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب کا واہ کینٹ میں

درسِ قرآن

مرتبہ: محمد عثمان غنی بی اے

(گزشتہ سے پیوستہ)

اب ایک آدمی ذبح کرے اور بسم اللہ نہ پڑھے، عمداً چھوڑ دے تو وہ حرام ہے۔ بسم اللہ کر کے ذبح کرو کہ میرے اللہ نے مجھے حکم دیا، میرے اللہ نے مجھے اس کا مالک بنایا، میرے اللہ نے مجھے رقم دی اس کے حکم کے ماتحت میں اس کو ذبح کرتا ہوں اور کھاتا ہوں۔ اور ذبح کرتے وقت تمہارے دل میں رحم کے جذبات ہوں۔ اور ساتھ یہ بھی ہو کہ اللہ نے مجھے چونکہ حکم دیا ہے لہذا میں کھاتا ہوں — تو ذبح کے متعلق امام الانبیاء نے فرمایا کہ اپنی چھری کو تیز رکھو۔ اور ان چیزوں کو مت استعمال کرو۔ مثلاً حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ تم دانتوں کے ساتھ ذبح نہ کرو، ہڈی کے ساتھ ذبح نہ کرو، ناخن کے ساتھ ذبح نہ کرو کہ یہ بے رحمی کی چیزیں ہیں — تم ذبح کس چیز کے ساتھ کرو؟ چھری کے ساتھ ذبح کرو۔ یہ چھری ذبح ہی کے لئے بنائی گئی ہے اس سے ذبیحہ جلدی ذبح ہو جاتا ہے۔ رحمت اور شفقت ہے۔ اس لئے رحمت اور شفقت جہاں چھوٹ جائے گی پھر وہ ذبیحہ حرام ہو گا۔ اگر لاٹھی مار کر مارا، قرآن نے کہا حرام ہے۔ مر تو وہ بھی گیا، لاٹھی مار کر مارتا ہے اسے؟ یہ تو ظلم کر رہا ہے۔ ایک جانور نے دوسرے جانور کو سینگ مارا سینگ کے ساتھ وہ مر گیا تو وہ بھی ارادہ نہیں پایا گیا، بلا ارادہ مر گیا اس لئے وہ بھی تم پر حرام ہے۔ اسی طرح کسی جانور کو اوپر سے تم نے پھینک دیا۔ اور نیچے گرتے گرتے یا پہاڑ کی چوٹی سے گرتے گرتے وہ مر گیا یا از خود مر گیا تو وہ بھی تم پر کھانا حرام ہے سوائے ذبیحہ کے۔ اور یہی فتوٰے ہے حضرت قطب الارشاد مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کا کہ جب تم شکار کرو بندوق کے ساتھ تو گولی لگنے کے بعد اگر تم نے شکار کو ذبح کر لیا تو وہ تمہارے لئے حلال ہے ورنہ بندوق کا شکار اکابر دیوبند کے نزدیک حرام ہے اس لئے کہ جب ذبح نہ ہوا تو وہ موقوذہ ہے۔ تم نے اس کو ایسی چوٹ لگائی کہ جس چوٹ سے وہ مر گیا۔ اس کے پر جل گئے۔ کیونکہ بارود میں تو آگ ہوتی ہے اور بارود کے ساتھ تو وہ جل جاتا ہے۔ اور موقوذہ کو تو اسلام نے حرام کیا۔

تیسری چیز جو تھی تقرب ربوبیت۔ تم ذبح کرتے وقت اس بات کو ملحوظ رکھو۔ کہ میں اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کر رہا ہوں۔ کیونکہ خدا کا حکم ہے۔ خدا نے مجھے دیا۔ خدا نے مجھے بخشا، خدا کے نام پر میں ذبح کرتا ہوں۔ اب اگر تم بجائے اللہ کے کسی اور کا قرب حاصل کرو جسے کہ نُصُب کہا جاتا ہے۔ پہلے زمانے میں جانوروں کو ذبح کرتے تھے بتوں کے نام پر، بتوں کے تھانوں پر لے جاتے تھے، ان کے ٹھکانوں پر چبوتروں پر لے جاتے تھے اور وہاں پر پھر ذبح کرتے تھے۔ اگر یہ نوعیت پائی جائے کہ یہ ذبیحہ اور کسی جگہ پر بھی حلال نہیں سوائے فلاں جگہ کے۔ یہ نیت ہو، یہ سمجھے، عقیدہ یہ رکھے۔ قرآن نے اس کو بھی حرام قرار دیا ہے۔ اس لئے کہ اس میں بھی تقرب ربوبیت نہیں رہتا۔ ہمیں تو یہ فرمایا کہ تم روٹی کھاتے کھاتے بھی میرے قریب ہو جاؤ۔ امام الانبیاء نے فرمایا (صلی اللہ علیہ وسلم) کہ جب تم کھانے پر بیٹھو۔ سَمِّ اللّٰہَ پہلے اللہ کا نام لو۔ پھر تم کھاؤ اپنے دائیں ہاتھ کے ساتھ۔ کھانے پر بھی تم نام لو اللہ کا اور تم یہ سمجھو کہ مجھے روٹی دینے والا اللہ تعالیٰ ہے۔ اگر وہ نہ دے تو مجھے دنیا کی کوئی طاقت روٹی نہیں دے سکتی۔

اب میں ترجمہ کرتا ہوں۔ اس کے ساتھ پھر کچھ باتیں آجائیں گی (انشاء اللہ) وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوْذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيْحَةُ۔ اور حرام ہے تم پر وہ جانور، وہ جاندار جو گلا گھٹ کر مر جائے۔ تم ذبح نہیں کر سکے جیسے ہماری بولی میں گلا گھوٹو کہتے ہیں، وہ مر گیا، وہ تم پر حرام ہے۔ کیونکہ دم مسفوح اندر رہ گیا۔ اور دم مسفوح میں زہر ہے۔ تمہارے لئے اس کا کھانا حرام ہے۔

وَالْمَوْقُوْذَةُ۔ وہ جانور، وہ جاندار، وہ چارپایہ جو چوٹ لگنے سے مر گیا۔ تم نے لاٹھی ماری تو اس کو مار دیا۔ وہ تم پر حرام ہے، خواہ کتنا ہی خون بھی بہے، گلا سالم ہے، ذبح تو گلے سے ہوتا۔ تم نے لاٹھی مار کر مار دیا۔ تم نے اس کے ساتھ ظلم کا برتاؤ کیا۔ وَالْمُتَرَدِّيَةُ۔ یا وہ جاندار جو بلندی سے گر کر مر جائے۔ تم نے خود گرایا، یا وہ خود گر کر مر گیا، تمہارے لئے اس کا کھانا حرام ہے۔ وَالنَّطِيْحَةُ۔ وہ جانور، وہ جاندار جو سینگ مارنے سے مر گیا کسی چارپائے نے اس کو سینگ مارا اور سینگ مارنے سے وہ مر گیا تم نے تو بالارادہ اس کو قتل نہیں کیا، تم نے بالارادہ نہیں ذبح کیا لہذا تمہارے لئے وہ حرام ہے۔ یعنی ہر مری ہوئی چیز تو تمہارے لئے حلال نہیں۔ وہ جو تم اپنے لئے مارو۔ جس کو تم ذبح کرو۔ شریعت کے مطابق۔ یہاں بات ختم ہو گئی۔

وَمَآ اَكَلَ السَّبُعُ اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ

اور حرام ہے تم پر کھانا اُس جانور کا اُس جاندار کا جس کو کسی درندے نے پھاڑ ڈالا ہو۔ اَكَلَ کا معنی یہاں پر ہے۔ "کھانے لگا ہو" (کچھ کھایا ہے) وہ تم پر حرام ہے لیکن اگر اس میں روح باقی ہے، اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ۔ مگر وہ جس کو ذبح کر لیا تم نے شریعت کے مطابق — مرغی کُتّا لے گیا، گیدڑ لے گیا اور تم نے پکڑ لی اور پکڑنے کے بعد تم نے ذبح کر دی۔ تمہارے لئے کھانا حلال ہے وہ جو گوشت کٹا ہوا تھا اس کو ہٹا دیجئے، باقی کا تم استعمال کر سکتے ہو۔

وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ۔ اور حرام ہے تمہارے لئے اُس جانور کا کھانا جو ذبح کیا جا چکا تھان پر۔ ذبح کرنے والے کا یہ عقیدہ ہوتا ہے کہ میرا ذبیحہ کہاں حلال نہیں ہوگا۔ جب تک میں فلاں جگہ نہ لے جاؤں تو تحریم مَا اَحَلَّ اللّٰہُ یہ اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے اس لئے اُس کا کھانا بھی تم پر حرام ہے۔

وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ اور حرام ہے تم پر یہ طریقہ بھی کہ تم گوشت کو تقسیم کرتے پھرو ازلام کے ساتھ۔ اَزلام جمع ہے زلم کی۔ زلم کہتے ہیں تیر کو۔ ہمارے ہاں تو اب اور طریقے ہیں۔ پہلے زمانے

ہیں (انسان کے ہاں یہ ٹھیک اور غلط طریقے تو رہتے ہی ہیں) خصوصیت کے ساتھ عرب جیسے ملک میں جہاں غربت زیادہ تھی وہاں پر یہ تھا کہ چند دوست مل کر پیسے ڈال دیتے تھے۔ مثلاً پانچ پانچ روپے ڈال دیئے۔ سات آدمی ہو گئے۔ سات پانچے پینتیس روپے کا اونٹ خرید لیا۔ اب اگر اونٹ کو برابر تقسیم کرتے ہیں تو وہ سبھی کھائیں گے۔ اس لئے ڈھنگ نکالا، ایک منصوبہ بنایا کہ بھائی یوں تقسیم کرو۔ کیسے تقسیم کرو؟ سات تیر تھے اُن کے نام ہوتے تھے۔ ان کو عربی میں کہتے ہیں زلم۔ اور اُن سات تیروں میں (جہاں تک مجھ کو یاد ہے) تین تیر جو تھے جس کے نام پر نکلتے تھے وہ کہتے تھے (اُن پر لکھا تھا) کہ ان کو کچھ بھی نہ دو۔ پندرہ روپے ویسے ہی گئے اور چار تیروں پر لکھا ہوتا تھا کہ اس کو آدھا دو، اس کو پانچ سیر دو، اس کو دو سیر دو وغیرہ۔ ان پر نشان لگے ہوتے تھے) جیسا کہ ہمارے ہاں بچے کھیلا کرتے ہیں (اُسے ہماری بولی میں گُونے کہتے ہیں) یہ پہلے زمانے کے کھیل تھے۔ اب اور کھیل ہو گئے ہیں تو وہاں پر گونے بناتے تھے ان لوگوں نے تقسیم کے لئے۔ گوشت کو تقسیم کرنے کے لئے۔ پیسے لے لئے سب سے اور گوشت کسی نے زیادہ کھا لیا، کسی نے تھوڑا کھا لیا، کوئی محروم رہ گیا۔ قرآن نے کہا یہ کیا تم بے ہودگی کرتے ہو؟ اَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ ط اگر تم نے حلال کا گوشت بھی کیا، تم نے ذبیحہ حلال کا کیا، ذبح کرتے وقت بِسْمِ اللّٰہ تم نے پڑھی۔ لیکن اس کے بعد جب گوشت بانٹنے کا وقت آیا تو تم نے ازلام کے طریقے پر بانٹا — یہ بھی تمہارے لئے حرام ہے۔

ہمارے ہاں کہتے ہیں "لاٹری شریف"۔ یہ سب شریف ہیں۔ لاٹری ڈالتے ہیں ہم — لاٹری شریف۔ پانچ پانچ روپے ڈالے بیس آدمیوں نے، سو روپیہ ہو گیا۔ اب لاٹری نکالو بھائی — ٹرانسسٹر لائے سو روپے کا — اب لاٹری ڈالی۔ پانچ روپے میں ٹرانسسٹر مل گیا۔ گھر جاتا ہے بڑی خوشی کے ساتھ — "پانچ روپے میں مار لایا ہوں، خود بھی سنوں گا، اماں بھی سنے گی، بیوی بھی سنے گی، لڑکی بھی سنے گی، سارے سنیں گے۔ بس جی کچھ نہ پوچھو میرا گھر آباد ہو گیا ہے، ریڈیو لے آیا ہوں"

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْم تو "تقسیم بالازلام" یہ لاٹری حرام ہے، ناجائز ہے۔ ذٰلِکُمْ فِسْقٌ ط یہ سب باتیں تمہارے لئے گناہ ہیں۔ فِسْق — میری نافرمانی تم کر رہے ہو، میری حدوں کو توڑ رہے ہو۔ تم نے کھانے پینے کے مسئلے کو معمولی سمجھا تو میرے نافرمان بن جاؤ گے۔

اب فرمایا۔ دیکھو، سنو میری بات — اَلْیَوْمَ یَئِسَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ دِیْنِکُمْ آج کے دن ناامید ہو گئے وہ لوگ تمہارے دین سے جو کافر تھے۔ اب یہ کہتے ہیں کہ مسلمان دنیا سے نہیں مٹ سکتے۔ اس کے تین چار ترجمے کئے گئے۔ چونکہ یہ آیت شریفہ نازل ہوئی عرفات کے میدان میں۔ اور یہ وہ وقت ہے۔ امام الانبیاءؑ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اردگرد ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ موجود تھے (یا کچھ کم و بیش)، جن کے سامنے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کا خطبہ پڑھا، خطبۃ الوداع پڑھا، تو کافروں نے دیکھا کہ وہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) وہ دُرِّ یتیم جس کا حقیقی بھائی بھی کوئی نہیں ہے دو چچے مسلمان ہیں، باقی چچے بھی غیر مسلم ہیں، جس کو ہم نے اپنے گھروں سے نکالا، مکے سے نکالا، آج اس ٹھاٹھ کے ساتھ آیا کہ اس کے اردگرد ایک لاکھ چوبیس ہزار جان نثار صحابہؓ موجود ہیں۔ اُس کے نام پر سارے کے سارے جانیں کٹانے کے لئے موجود ہیں، اب یہ دین نہیں مٹ سکتا۔ اَلْیَوْمَ یَئِسَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ دِیْنِکُمْ۔ آج یہ ناامید ہو گئے تمہارے دین سے — ایک یہ ترجمہ ہے۔

دوسرا ترجمہ یہ ہے کہ جب تم نے اپنے کھانے پینے کی بھی باتوں کو بیان کر دیا کہ ہمارے دین میں فلاں بات حلال ہے، فلاں بات حرام ہے۔ ہمارے دین میں فلاں کھانا حلال ہے، فلاں کھانا حرام ہے۔ تو آج یہ سمجھ گئے کہ مسلمانوں کا دین کامل ہے اب ہم ان کو دین کے نام پر دھوکہ نہیں دے سکتے۔ کہ تمہارے مذہب میں فلاں بات نہیں۔ ہم سے پوچھو، یہ نہیں ہو سکتا — اور یہ ہمارا دین ہے الحمد للہ! آج مجھ سے کوئی پوچھے، آپ سے کوئی پوچھے، کسی سمجھ دار آدمی سے کوئی پوچھے کہ بتاؤ کس رشتے کے ساتھ نکاح جائز ہے، کس کے ساتھ ناجائز ہے؟ ہم بتا سکتے ہیں حُرِّمَتْ عَلَیْکُمْ اُمَّھٰتُکُمْ وَبَنٰتُکُمْ وَاَخَوٰتُکُمْ وغیرہ وغیرہ قرآن نے بتا دیا۔ لیکن عیسائیوں سے پوچھو کہ از روئے انجیل بتاؤ کس لڑکی کے ساتھ نکاح حلال ہے کس کے ساتھ حرام ہے؟ کہتے ہیں "ہمیں کیا پتہ ہے"۔ (انجیل میں نہیں، تورات میں ذکر نہیں ہے اس کا) اسلام سے پوچھو جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے — اے اللہ کے نبی!... (ان باتوں کے ساتھ پہلے زمانے کے یہودیوں نے مذاق کیا۔ اب بھی ہمارے بعض بھائی نادانی کے ساتھ مذاق کرتے ہیں۔ اللہ ہمیں بھی، ان کو بھی سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے) امام الانبیاء (صلی اللہ علیہ وسلم) سے آکے پوچھو (یہ باتیں میں ویسے ہی نہیں کر رہا) ایک امتی امام الانبیاءؑ کی تعلیم سننا چاہتا ہے، سمجھنا چاہتا ہے کہ حضورؐ! مجھے ضرورت ہے آخر میں انسان ہوں (مرد ہوں یا عورت ہوں، چھوٹا ہوں یا بڑا، مولوی ہوں یا جاہل) حضرتؐ! جب میں پیشاب کرنے کے لئے جاؤں تو میرے لئے آدابِ طہارت کیا ہیں؟ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے کہ دیکھنا بھائی! جب تم پیشاب کرنے کے لئے جاؤ تو پیشاب پر بیٹھنے سے پہلے کیا کہو؟ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ۔ یہ دعا پڑھو۔ اللہ! میں تیری پناہ میں آتا ہوں گندی چیزوں سے اور گندگیوں سے۔ تم جہاں پیشاب کرو گے وہاں گندگی ہو گی، ہو سکتا ہے کہ وہاں پاجامہ پلید ہو جائے، تمہاری ٹانگیں نجس ہو جائیں، وہاں جنات کا ڈیرہ ہو، تم پر کوئی جنّ مسلط ہو جائے تو تم یہ دعا مانگو: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ۔

اور فرمایا کہ امام الانبیاء (صلی اللہ علیہ وسلم) جب جاتے تھے قضائے حاجت کے لئے (شمائل ترمذی کی حدیث ہے) اِذَا ذَھَبَ الْمَذْھَبَ اَبْعَدَ جب حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) پیشاب کے لئے تشریف لے جاتے تو بہت دور نکل جاتے تھے۔ حَتّٰی لَا یَرَاہُ مِنَّا اَحَدٌ۔ یہاں تک کہ ہم میں سے حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کو کوئی بھی نہیں دیکھ سکتا تھا۔ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم جب طہارت فرماتے تھے (حالانکہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم تو امام الانبیاء ہیں) دُور چلے جاتے تھے (اگر گھر میں ہوتا تو پھر پردے میں ہوتا، لیکن باہر جانا ہوتا تو دُور تشریف لے جاتے تھے اس لئے ہمارے ہاں دکیا کیا جائے سب قرآن ہے) غائط کہتے ہیں گڑھے کو (قرآن کو دیکھئے، اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو شوق نصیب فرمائے) اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْکُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ۔ تم میں سے کوئی آدمی گڑھے سے نکل کر آئے اور تم پانی نہ پاؤ۔ گڑھے کا کیا مطلب ہے —؟ کوئی مورچے میں بیٹھا ہے؟ مِنَ الْغَآئِطِ — غائط کہتے ہیں عربی زبان میں گڑھے کو — یعنی

جب تم پیشاب کرنے لگو تو گڑھے میں بیٹھ جاؤ۔ تمہیں کوئی نہ دیکھ سکے۔ اور تم دیوار کے ساتھ کھڑے ہو گئے۔ دیکھے گا کہ نہیں دیکھے گا؟ بابو صاحب پیشاب کر رہے ہیں۔ پاکستان کا نوجوان پیشاب کر رہا ہے۔ پتلون گندی، ٹانگیں پلید، بوٹ پلید، جرابیں پلید، جسم پلید اور دل پہ بھی اثر ہو جاتا ہے۔ یاد رکھو میرے بزرگو اسلام تقویٰ اور طہارت کا مذہب ہے۔

امام الانبیاء نے اپنا مشاہدہ بیان فرمایا۔ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) تشریف لے جا رہے تھے۔ سامنے دو قبریں تھیں (اٹھا کر دیکھ لیجئے مشکوٰۃ کو) حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم ایک خچر پر سوار تھے آپ کا خچر بدکا اور قریب تھا کہ آپ گر پڑتے۔ امام الانبیاء نے فرمایا۔ یہ میرے سامنے دو قبریں ہیں۔ اِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ ان دونوں قبروں میں مُردوں کو عذاب ہو رہا ہے وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ اور ان کو کسی بڑے گناہ کی وجہ سے عذاب نہیں ہو رہا۔ (یعنی یہ بڑا نہیں سمجھتے تھے یہ معمولی سمجھتے تھے) کون سا گناہ؟ أَمَّا أَحَدُهُمَا فَكَانَ لَا يَسْتَتِرُ مِنَ الْبَوْلِ۔ (یا ترمذی کی حدیث میں یہ بھی ہے لَا يَتَنَزَّهُ مِنَ الْبَوْلِ) ان میں سے ایک آدمی پیشاب کرتے وقت اپنے بدن کو نہیں چھپاتا تھا (یا یہ بھی ہے کہ ان میں سے ایک آدمی پیشاب کے وقت پاکی حاصل نہیں کرتا تھا) عذاب ہو رہا ہے قبر میں، ہم نے معمولی سمجھا ہوا ہے۔ لیکن قبر میں اس سے عذاب ہوگا۔ اور دوسرا چغل خور تھا، چغلیاں کھاتا تھا۔

تو میں عرض کر رہا ہوں کہ امام الانبیاء سے جا کر پوچھو کہ اے اللہ کے نبی! اے ہمارے معلّم! اے ہمارے قائد! اور اے ہمارے رہنما! (صلی اللہ علیک وسلم) ہمیں بتلائیے کہ ہم پیشاب کس طریقے پر کریں کہ ہم مسلمان سمجھے جائیں۔ حضور کیا فرمائیں گے؟ کہ دیکھو جب پیشاب کے لئے جاؤ تو دور نکل جاؤ تاکہ تم کو کوئی نہ دیکھے۔ گھر میں پیشاب کرتے ہو لیٹرین میں، بیت الخلاء میں، چلے جاؤ، دروازہ بند کر لو، تاکہ تمہیں کوئی نہ دیکھے۔ تم پیشاب کر کے مٹھو نامعلوم تمہاری کیا حالت ہو جاتے۔ کیوں کسی کو اپنا بدن دکھاتے ہو اور پیشاب پر بیٹھنے سے پہلے کیا پڑھو۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ ط اے اللہ! میں گندگی سے اور گندی چیزوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ پھر اس کے بعد جب تم فارغ ہو، تم اٹھو تو کیا دعا پڑھو؟ غُفْرَانَكَ (ترمذی کی حدیث ہے) اے اللہ! میں تیری بخشش چاہتا ہوں۔

اس کے دو معنے ہیں۔ یا تو یہ ہے کہ تیرا شکر ادا کرتا ہوں کہ تو نے مجھ جیسے گنہگار کو بآسانی فارغ کر دیا۔ اس کی قدر تب آتی ہے کہ ہسپتال میں جا کر دیکھئے۔ بہت سے ہمارے بھائی اور بچیاں پڑی ہیں۔ "کیوں پڑے ہو؟" جی پیشاب تین دن سے بند ہے، پیشاب نہیں آتا۔ ڈاکٹر صاحب نے یہاں لٹایا ہوا ہے، وہ میرا پیشاب نکالتے ہیں بڑی مشکل کے ساتھ، مجھے بڑا درد ہوتا ہے پیشاب نکلتے وقت۔" پھر پتہ چلتا ہے کہ پیشاب کا نکل جانا آسانی کے ساتھ، یہ بھی خدا کی رحمت ہے۔ تو پھر کیا پڑھے بندہ۔؟ غُفْرَانَكَ۔ اللہ! تیری بخشش، تیری مہربانی، تیری کرم نوازی اور تیرا شکریہ۔

اور دوسرا یہ بھی ایک ترجمہ کیا کہ چونکہ مسلمان کو یہ حکم ہے کہ تم ہر وقت اللہ کو یاد کرو جیسا کہ طحاوی کی حدیث ہے۔ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ اَحْيَانِهٖ۔ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت خدا کا ذکر کرتے تھے۔ تو جب پاخانے میں بیٹھا تو ذکر نہیں کر سکتا۔ اتنی دیر بھی خدا کے ذکر سے غافل رہا اس لئے کہ باہر نکل کر کہے کہ غُفْرَانَكَ۔ اللہ میری اس غلطی کو معاف کر دینا۔ یہ غلطی میں نے از خود نہیں کی، تیرا نام بڑا پاک تھا، پاخانے میں میں نہیں لے سکتا تھا۔ میں تجھ سے معافی مانگتا ہوں۔ ورنہ وہاں بھی میں اتنی دیر بیکار نہ بیٹھتا۔ مگر تیرا نام اور یہ جگہ؟ اس لئے میں نے اپنی زبان کو روکا، دل پر کنٹرول کرنے کی کوشش کی کہ میرا دل بھی ذکر نہ کرے کیونکہ یہ مقام نجاست کا ہے اس کمزوری کے لئے بھی میں تجھ سے معافی مانگتا ہوں۔

پھر امام الانبیاء (صلی اللہ علیہ وسلم) نے کیا فرمایا کہ جب تم پیشاب، پاخانہ کرو۔ لَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ بِبَوْلٍ وَّلَا تَسْتَدْبِرُوْهَا پیشاب کی حالت میں نہ قبلے کی طرف منہ کرو نہ پیٹھ۔ شمال کی طرف منہ کرو یا جنوب کی طرف۔ طریقہ بتایا۔ پوچھو انجیل سے "بتاؤ انجیل والو پیشاب کس طرح کرے ایک عیسائی؟" — "ہمیں کیا پتہ ہے کس طرح کرے۔ ہمارے پاس اپنے نبی کے حالات ہی نہیں ہیں۔ یہودیوں نے تو عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب لگا دیا۔ بارہ شاگرد تھے۔ یہودا نے تیس روپے کھوٹے لے کر نبی کو بیچ دیا، پکڑوا دیا اور گیارہ کے گیارہ بھاگ گئے سارے کے سارے، نبی کے پاس تھا کون؟ کیا پتہ ہے نبی کی تعلیم کیا تھی؟" (ہم مذاق نہیں کر رہے، الزام نہیں دیتے، حقیقت ہے یہ)

یہودیوں سے پوچھو "تم بتاؤ موسیٰ علیہ السلام کے دین میں پیشاب کرنے کا طریقہ کیا ہے؟" وہ کہیں گے "جی ہمیں کیا پتہ۔ ہم نے تو نبیوں کو قتل کیا۔ (بلکہ اب تک یہودیوں کو نہیں معلوم کہ موسیٰ علیہ السلام کہاں دفن ہیں) (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) لیکن اسلام؟ آیئے محمد رسول اللہ کے پاس۔ جو مسئلہ پوچھنا ہو پوچھ لیجئے۔ قرآن نے فرمایا۔ کہ آج کے دن ناامید ہو گئے یہ کافر تمہارے دین سے۔ کہتے ہیں کہ یہ ہمارے قابو نہیں آئیں گے۔ ان کے پاس اپنا دین ہے — بھائی! جس کے گھر میں اپنا کھانا ہو وہ دوسرے کے گھر میں جائے گا؟ میرے گھر میں پانی ہو، میرے گھر میں سالن ہو، میرے گھر میں ہوا کا انتظام ہو، میرے گھر میں روشنی کا انتظام ہو، میرے گھر میں آگ کا انتظام ہو۔ پھر تو میں بڑا ہی بے عزت ہوں گا اگر کسی سے کہوں کہ بھائی! مجھے بھی تھوڑا سا سالن دو۔ میرے گھر میں سب کچھ ہے۔ مجھے کیا ضرورت ہے کسی کے سامنے دست سوال پھیلاؤں۔" تو فرمایا کہ آج کے دن یہ جو کافر ہیں تمہارے دین سے ناامید ہو چکے ہیں — تو یا اللہ! جب ناامید ہو چکے ہیں تو یہ تو کروڑوں کی تعداد میں ہیں اور ہم ایک لاکھ چھبیس ہزار اور کچھ کم و بیش ہیں، یا اللہ! ہمارا کیا بنے گا؟ فرمایا خبردار! فَلَا تَخْشَوْهُمْ تم ان سے مت ڈرو۔ وَاخْشَوْنِیْ۔ مجھ سے ڈرتے رہو، میرا قانون تم کو نہیں پتہ؟ كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةً بِاِذْنِ اللّٰهِ ط میں تھوڑے گروہوں کو بہت پر غالب کر دیا کرتا ہوں۔ تم نے نہیں دیکھا سیالکوٹ کے محاذ پر؟ تم نے نہیں دیکھا کھیم کرن کے محاذ پر؟ مٹھی بھر ہمارے شہداء نے بھارت کی فوجوں کے منہ موڑ دیئے۔ (اللہ ان کی قبروں کو پُر نور فرمائے) مٹھی بھر مسلمان مجاہدوں نے بھارت کے درندوں کا مقابلہ کیا۔ فَلَا تَخْشَوْهُمْ۔ تم ان سے مت ڈرو۔ وَاخْشَوْنِیْ۔ مجھ سے ڈرو۔ میری خشیت تمہارے دل میں پیدا ہو۔ حرام مت کھاؤ حلال کھاؤ۔ تم میں قوت پیدا ہو گی ؎

اے طائر لاہوتی اس رزق سے موت اچھی
جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی

حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ دین تمہارا کامل ہے اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ۔ آج کے دن میں نے کامل کر دیا تمہارے لئے تمہارا دین۔ دیکھئے لفظ دین ہے۔ یہ نہیں فرمایا۔ آج قرآن پورا ہو گیا۔ نہیں، دین تمہارا پورا ہو گیا۔ اور دین کس کا نام ہے؟ قرآن کا، اور اس شرح کا نام ہے جو محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) قرآن کی کریں گے۔ لفظ دین

فرمایا کہ دین تمہارا کامل ہے۔ اور دین تمہارا کیا ہے؟ قرآن۔ اور قرآن کا مطلب کون سمجھا ہے سب سے زیادہ؟ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ اگر تم حدیث کو نکال دوگے تو قرآن نہیں رہے گا قرآن تب رہے گا جب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سمجھائیں گے اس لیے لفظ دین فرمایا۔ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ۔ اور میں نے اپنی نعمت تم پر پوری کر دی۔ تمہیں دین کامل دیا۔ تمہیں سب سے کامل کتاب قرآن مجید دی۔ تمہیں سب سے بڑا نبی سرتاج الانبیاء جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیا۔ تمہارا کعبہ سب کعبوں کا سردار ہے وہ کعبہ مقرر کیا۔ اور تم مجھ سے کیا مانگتے ہو؟ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ط اور تمہارے لئے میں نے اب اسلام کو دین کے طور پر پسند کر لیا۔ دیکھا؟ پھر دین آ گیا۔ اسلام دین کا نام ہے اور دین کس کا نام ہے؟ قرآن مجید کا اور اس شرح کا جو جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کی اور جو علماء صلحاء اولیاء اتقیاء ہمارے سامنے آج تک پیش فرماتے چلے آتے ہیں اسی کا نام ہے دین۔

فرمایا دیکھو میرے آئین میں میرے قانون میں تمہارے تحفظ کا انتظام ہے۔ اس لئے اگر تم کہیں مجبور ہو جاؤ، تمہارے پاس کھانے کو اور کوئی چیز نہیں ہے، اسلام سب سے بڑا دین ہے انسانیت کا محافظ۔

یاد رکھو میرے بزرگو! مسئلہ سن لیجئے۔ طحطاوی درِ مختار کی شرح ہے، بڑی اونچی کتاب ہے۔ اس میں لکھا ہے۔ ایک آدمی سفر پہ ہے اور اس کے ساتھ اپنا محافظ کتا بھی ہے، یہ سفر میں جا رہا ہے، صحرا میں پانی کہیں نہیں ملتا، دور دراز تک تلاش کے باوجود۔ اس کے پاس بہت تھوڑا پانی ہے۔ اگر وہ اس کے ساتھ وضو کر کے نماز پڑھتا ہے تو کتا پیاسا مرتا ہے۔ کیا کرے؟ حکم ہے شریعتِ اسلامیہ کا (فقہ حنفی کا) کہ وہ پانی کتے کو پلا دے اور خود تیمم کے ساتھ نماز پڑھ لے اللہ کی مخلوق کو بچا لے۔ بچانا اللہ کی مخلوقات کو ظلم سے، ستم سے، بھوک سے، پیاس سے، اسلام یہ کہتا ہے کہ دیکھو اگر تمہاری یہ کیفیت ہو کہ تم بھوک سے مرنے لگو تو پھر میں تمہیں اجازت دیتا ہوں فَمَنِ اضْطُرَّ پس جو کوئی مجبور ہو جائے فِيْ مَخْمَصَةٍ سخت بھوک میں غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثْمٍ گناہ پہ مائل ہونے والا نہ ہو، کیا مطلب؟ گناہ کے لئے نہیں پیتا، گناہ کے لئے حرام نہیں کھاتا، بھوکا ہے، مرتا ہے، تو اتنا کھا لے کہ جس سے اس کی بھوک اتنی ہو کہ اس کے ساتھ زندگی بچ جائے۔ فرمایا۔ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○ پس میں تمہاری اس غیرارادی غلطی کو بخشنے والا مہربان ہوں۔ تم نے اپنے آپ کو بچایا تم بچ گئے، تم اشرف المخلوقات ہو۔ تم کو میں اجازت دیتا ہوں تم ایسی صورت میں کہ جب تم بھوکے مرو، تمہارے پاس کوئی چیز کھانے کو نہیں تو تم ان ممنوعات میں سے کھا سکتے ہو جن کو میں نے تمہارے لئے حرام کیا ہے۔ کیونکہ حرام کرنے والا بھی میں، حلال کرنے والا بھی میں اور تمہاری اس غیر ارادی غلطی کو میں معاف کر دوں گا کیونکہ میں غفور اور رحیم ہوں۔

دعا

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ط اللہ! جو میرے بھائی یہ بچے، بوڑھے، جوان دھوپ میں بیٹھے ہیں، اپنے کاموں کو چھوڑ کر آتے ہیں دور دراز سے، اللہ! ان کی نیکیوں کی وجہ سے مجھے بھی نیک فرما دے۔ جس پاک وجود کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں قرآن کی طرف مائل فرمایا۔ حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کو یا اللہ پُر نور فرما۔ اللہ! اُن کی برکات سے سب کو فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرما، اللہ! صاحبِ خانہ کو، ہمارے بھائی عثمان غنی صاحب کو، بھائی اکرم صاحب کو، بھائی خوشی محمد صاحب کو، سب بھائیوں کو نیک اعمال کی توفیق عطا فرما کہ ان کی محنتوں سے اللہ تعالیٰ نے اس درس کو قائم کیا۔ اللہ! اس میں دوام اور استقلال نصیب فرمائے، اللہ! ہمارے دلوں میں عمل کی قوت پیدا فرما دے، اللہ! ہمیں آپس میں محبت اور سلوک پیدا کرنے کی توفیق عطا فرما دے، اللہ ہمیں اخوت سے نوازے، اللہ تعالیٰ ہمارے سارے مسائل کو دین کی روشنی میں حل کرنے کی توفیق عطا فرمائے ترک بھائیوں پر جو مصیبت آچکی ہے اللہ ان کے گناہوں کو معاف فرمائے اور اللہ تعالیٰ آئندہ ان کے ساتھ رحم کا معاملہ فرمائے۔ اس میں شک نہیں کہ وہ گنہگار ہوں گے مگر اللہ تعالیٰ بہت بڑے رحیم ہیں اللہ ہمارے اُن بھائیوں کو آئندہ مصیبتوں سے بچائے۔ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ۔

بقیہ: منکرین حدیث کے اعتراضات اور انکے جوابات

اعلان کرنے میں حق بجانب ہیں کہ احادیث میں اور قرآن میں ہرگز مخالفت نہیں ہے اور اگر ظاہری طور پر کسی کلام کی مخالفت پائی جائے تو اس میں مطابقت ہو سکتی ہے۔ ورنہ اگر ایسی صورت پیدا ہی ہو جائے تو اس حدیث کو رد کرنے کا ہمیں پورا اختیار ہے۔

منکرین حدیث نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق بخاری کی حدیث نقل کی ہے۔ کہ لم یکذب الا ثلاث کذبات۔ ابراہیم علیہ السلام نے تین جھوٹ بولے حالانکہ قرآن ان کو صدیق راست گو فرما رہا ہے۔ حالانکہ یہاں پر کذب جھوٹ کے معنے میں نہیں ہے۔ بلکہ توریہ کے معنی میں ہے ورنہ پھر تو نعوذ باللہ قرآن پہ بھی یہی اعتراض ہو گا کہ یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے فرمایا کہ اِنَّكُمْ لَسَارِقُوْنَ بے شک تم چور ہو۔ حالانکہ آپ نے خود ہی ان کے سامان میں پیالہ رکھوا دیا تھا۔

اس مسئلہ کی پوری تحقیق میرے رسالہ عصمت انبیاء میں مطالعہ فرمائیں۔

کیا

ساری دُنیا میں کوئی منکر حدیث ہے جو صرف ان دو سوالوں کا جواب دے؟

۱۔ قرآن مجید جس کو منکرین حدیث بھی وہی کلام مجید سمجھتے ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر نازل ہوا۔ آج چودہ سو سال بعد اس کی صداقت کی کیا دلیل ہے؟ کہ یہ وہی قرآن ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا۔

۲۔ جبکہ بقول پرویز صاحب انبیاء کرام کا مقصد بعثت یہ تھا کہ وہ لوگوں تک ان قوانین فطرت کو پہنچاتے جن کے مطابق زندگی بسر کرنے کے لئے وہ پیدا کئے گئے تھے اور صرف پہنچاتے ہی نہیں بلکہ عملاً اس نظام کو قائم کرتے جس کے ماتحت وہ قوانین نافذ العمل ہوتے۔ (معارف القرآن ص ۱۱۷)

کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ کے متعلق اللہ تعالیٰ کے ارشاد کی کوئی عملی تجویز ہمارے سامنے پیش فرمائی یا نہ۔ اگر نہیں فرمائی تو کیا آپ یہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ اُنہوں نے فرض نبوت ادا نہ فرمایا۔ اور اگر وہ قوانین اور احکام عملی رنگ میں پہونچائے ہیں تو وہ کہاں ہیں؟

دارین کی فلاح کا راز اتباعِ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں مضمر ہے!

تقریر :۔ ڈاکٹر مناظر حسین صاحب نظر ایڈیٹر "خدام الدین" لاہور تحریر :۔ محمد عثمان غنی بی، اے۔ واہ کینٹ ۔ ضلع راولپنڈی

مورخہ ۳۰ اکتوبر ۱۹۶۶ء بروز اتوار واہ کینٹ میں درسِ قرآن کی دوسری سالگرہ کے موقع پر حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی بطورِ مہمانِ خصوصی تشریف فرما ہوئے۔ حضرتِ اقدس کے ہمراہ محترم المقام ڈاکٹر مناظر حسین صاحب نظر ایڈیٹر خدام الدین بھی تشریف لائے۔ اُسی رات واہ کینٹ کے مضافات میں موضع لوسر شرفو میں جامعہ مدنیہ کے تبلیغی جلسہ میں ڈاکٹر صاحب موصوف نے ایک نہایت عمدہ تقریر فرمائی جس کی افادیت کے پیشِ نظر احقر قارئینِ خدام الدین کی ضیافتِ طبع کے لئے اُس تقریر کا قلمی ریکارڈ پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہے۔ (محمد عثمان غنی بی، اے)

خطبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ط اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَ نَسْتَعِیْنُہٗ وَ نَسْتَغْفِرُہٗ وَ نُؤْمِنُ بِہٖ وَ نَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ ط وَ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَ مِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ ط وَ نَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ ط وَ لَا نَظِیْرَ لَہٗ وَلَا مِثْلَ لَہٗ وَلَا مِثَالَ لَہٗ ط وَ لَا ضِدَّ لَہٗ وَلَا نِدَّ لَہٗ وَ نَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَ سَنَدَنَا وَ شَفِیْعَنَا وَ حَبِیْبَنَا وَ طَبِیْبَ قُلُوْبِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ ط اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ وَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّ السَّمَآءَ بِنَآءً وَّ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِہٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّکُمْ ج فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰہِ اَنْدَادًا وَّ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝

تمہید صدرِ گرامی قدر، بزرگانِ محترم اور میرے عزیز بھائیو! ابھی ابھی مجھ سے پہلے بھائی اکرم صاحب یہ فرما رہے تھے کہ یہ میرا اس جگہ آنے کا پہلا اتفاق ہے۔ جب میں کمرے کے اندر سے اٹھ کر سٹیج پر آیا تو میرے ذہن میں کچھ اور مضمون تھا۔ اور وہی بیان کرنا مقصود تھا لیکن جب اکرم صاحب کے یہ الفاظ سنے تو معاً طبیعت بدل گئی اور میں نے مناسب یہ سمجھا کہ اس تھوڑے سے وقت میں تلاوت کردہ آیات کی کچھ تھوڑی سی تشریح عرض کر دوں کیونکہ قرآن عزیز میں انہی آیات سے اللہ تعالےٰ کا اپنے بندوں سے خطاب شروع ہوتا ہے۔

قرآن کا خطاب انسانوں کے ساتھ ہے

یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ ۔ اے انسانو! اے نوعِ انسانی! یہاں قرآن کا خطاب تمام نوعِ انسانی سے ہے اور ہمارے شیخ حضرت مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ قرآن کا خطاب انسانوں کے ساتھ ہے۔ چنانچہ جو عامل بالقرآن نہیں وہ درحقیقت انسان ہی نہیں۔ انسان بناتا ہے فقط قرآن۔ انسانیت کا منشور، انسانیت کا دستور اور انسانیت کے لئے کوئی لائحہ عمل اگر ہے تو وہ اللہ کا یہ قرآن ہے۔ اگر کوئی شخص قرآن پر عمل کرے گا تو انسان بن جائیگا اور اگر قرآن پر عمل نہیں کرے گا تو انسانیت سے دور رہے گا۔

ایک ہندو نوجوان پر قرآن کا معجزنما اثر

ضمناً مجھے ایک واقعہ یاد آ گیا۔ حضرت رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کا یہ معمول تھا کہ وہ خواہ سفر میں ہوں یا حضر میں، جیل میں ہوں یا ریل میں، جہاں بھی ہوں بہرحال ایک معمول اُن کا رہا ہے کہ درسِ قرآن کا ناغہ نہیں فرماتے تھے اور آج صبح جو بھائی محمد عثمان غنی صاحب نے حضرتؒ کے متعلق کچھ پڑھا تھا اور اپنے درس کی رپورٹ پیش کی تھی اس میں بھی یہ بات انہوں نے بیان فرمائی تھی کہ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سوائے جمعے کے اور عیدین کے کبھی درسِ قرآن کا ناغہ نہیں فرمایا کرتے تھے۔ تو یہ اُن کا معمول تھا۔ لیکن ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ حضرتؒ کو جیل جانے کا اتفاق ہوا۔ اہلِ حق جیل جایا ہی کرتے ہیں۔ حضرتؒ جب جیل گئے تو جس احاطے میں حضرتؒ کو رکھا گیا وہاں کوئی دوسرا مسلمان موجود نہیں تھا۔ حضرتؒ اکیلے مسلمان تھے اور دوسرے جتنے اُس احاطے میں تھے وہ سب غیر مسلم تھے۔ اب غیر مسلموں کو حضرت درس کیسے دیتے؟ اور اگر درس نہ دیں تو معمول کا ناغہ ہوتا تھا۔ غرض ان کے دل میں اس بات کی ایک تڑپ، خلش اور بے چینی تھی کہ درسِ قرآن کا ناغہ ہو رہا ہے۔ سوچنے بیٹھ گئے کہ اپنے اس معمول کو کیسے پورا کریں؟ اور کیسے درسِ قرآن کا اجرا فرمائیں۔ آخر سوچ سوچ کر انہیں ایک بات سمجھ میں آئی۔ ان کا جیل کا ساتھی ایک ہندو نوجوان تھا، گریجویٹ تھا، اور کئی مذاہب کا اس نے مطالعہ کر رکھا تھا۔ حضرتؒ نے ترکیب یہ سوچی کہ اس ہندو نوجوان سے کہا جائے کہ بھائی آپ مجھے انگریزی پڑھا دیا کریں اور میں اس کے معاوضے میں تمہیں قرآن پڑھا دیا کروں گا۔ چنانچہ یہ ترکیب تھی جس کے تحت حضرتؒ نے سوچا کہ یہاں بھی میرے درسِ قرآن کا سلسلہ جاری ہو جائے گا۔ اور میرا قرآن پڑھانے کا جو معمول ہے اس میں ناغہ نہ ہونے پائے گا۔ حضرتؒ نے جب اس سے یہ بات کہی تو وہ فوراً ہی اس بات پر آمادہ ہو گیا۔ اور اس نے حضرتؒ کی ہاں میں ہاں ملا دی۔ حضرتؒ فرمایا کرتے تھے۔ جب میں نے اُسے قرآن پڑھانا شروع کیا اور قرآن پڑھاتے پڑھاتے اس آیت پر پہنچا یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ ۔ اے انسانو! اور اس کا ترجمہ میں نے بیان کیا۔ تو حضرتؒ فرماتے تھے کہ میں نے چالیس سال بیٹھ کر درسِ قرآن لاہور کی مسجد لائن سبحان خاں میں دیا ہے اور مسجد میں ظاہر ہے کہ غیر مسلم تو کوئی آتا نہیں، سب مسلمان آتے ہیں۔ حضرتؒ نے فرمایا کہ مسلمان میرا درس سنتے رہے ہیں اور میں نے چالیس سال میں کسی مسلمان پر بھی وہ کیفیت طاری ہوتے نہیں دیکھی جو اس ہندو نوجوان پر

طاری ہوتے دیکھی۔ فرماتے تھے جیسے ہی میں نے الَمَّٓ کا ترجمہ کیا تو وہ نوجوان جیسے پھڑک اٹھتا ہے۔ ایک وجد کی کیفیت اُس پر طاری ہو گئی اور بے ساختہ اُس کے منہ سے یہ بات نکلی کہ حضرت! مجھے بات سمجھ آگئی کہ فقط یہی اللہ کا قرآن ہے جو انسانیت کو خطاب کر سکتا ہے اور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی تمام نوعِ انسانی کے رہبر اور پیشوا ہو سکتے ہیں کائنات میں کوئی دوسرا مذہب نہیں جو عالمگیر مذہب ہونے کا دعوےٰ کرے۔

ہندوستان کے ایک قصبہ میں چھ نبی مدفون ہیں

اب میں یہاں ایک بات عرض کرتا ہوں کہ تم بھی قرآن پڑھتے ہیں۔ الَمَّٓ کا ترجمہ ہم بھی پڑھتے ہیں لیکن یہ کیفیت ہم پہ طاری کیوں نہیں ہوتی؟ اُس ہندو نوجوان پہ ایک لفظ پڑھنے سے یہ کیفیت کیوں طاری ہو گئی؟ تو بات اتنی ہے اس نے اس غیر مذاہب کا مطالعہ کیا تھا، دوسرے نبیوں کی تعلیمات اس کی نظر سے گذری تھیں، اُن کی زندگیاں، ان کی سیرتیں اس کے مطالعے میں رہی تھیں۔ اُس نے دوسرے مذاہب کا جب مطالعہ کیا تو اس نے دیکھا کہ جو بھی نبی آیا یا جو کتابیں آئیں، اول تو کتابیں ہی محفوظ نہیں ہیں فقط یہی اللہ کا قرآن ہے جو محفوظ ہے اور کتابیں تو محفوظ کیا رہتیں ان کی زبانیں بھی محفوظ نہیں ہیں۔ نبی آئے۔ کوئی اپنی بستی کو خطاب کرتا ہے، کوئی اپنے شہر والوں کو خطاب کرتا ہے، کوئی اپنی برادری کو خطاب کرتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے ایک ایک وقت میں کئی کئی نبی بھی ہوتے رہے ہیں۔ اور کوئی نبی بھی ساری کائنات کے لئے نبی نہیں تھا۔ مثلاً واہ کینٹ کے لئے ایک نبی تھا اور حسن ابدال کے لئے شاید دوسرا نبی ہو اور راولپنڈی کے لئے تیسرا نبی۔ ایسا بھی ہوتا رہا ہے دریا کے اُس پار ایک نبی، دریا کے اس پار ایک نبی۔ اور خود یہ ہمارا قریبی ملک ہندوستان جو ہے۔ ہمارے اکابر دیوبند میں سے حضرت مولانا انور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ، ہمارے حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ، یہ سب حضرات وہاں تشریف لے گئے ہیں۔ پٹیالے میں ایک جگہ ہے کوئی اسٹیشن ہے، راج گڑھ یا راج پورہ، اُس سٹیشن کے قریب کوئی جگہ ہے جہاں ہمارے بزرگ فرماتے ہیں (اور یہ سارے حضرات اُس جگہ کی زیارت کے لئے گئے ہیں) ایک ہی جگہ پہ، ایک ہی حصے میں چھ نبی مدفون ہیں، اللہ کے چھ نبیوں کی قبریں ہیں ایک جگہ پہ، اس ہندوستان میں بھی۔ تو ہوتے تو نبی یہاں پہ بھی رہے ہیں لیکن قرآن میں ان کا ذکر نہیں۔

باطن کی بینائی

ایک بات یہاں کہہ دوں وہ یہ کہ نبیوں کی قبریں ہیں۔ یہ کیسے پتہ چلا؟ تو بھائی یہ بات ایسی ہے کہ اللہ جسے نورِ باطن دے، جسے باطن کی بینائی عطا فرما دے۔ جیسے اللہ اللہ کرنے کی کچھ مشق ہو جاتی، اللہ والوں کی اس نے جوتیاں اٹھائی ہوں اور باطن کا نور پیدا ہو جائے تو پھر یہ پتہ چلتا ہے کہ یہاں اللہ کا کوئی نبی مدفون ہے، یہاں اللہ کا کوئی ولی مدفون ہے یا کوئی ایسا شخص مدفون ہے جس پر خدا کا غضب نازل ہو رہا ہے۔ یہ پتہ چلتا ہے باطن کی بینائی سے۔ اور ہمارے حضرات دیوبند میں جو اکابر گذرے ہیں وہ ظاہر کے فاضل اجل اور باطن کے کامل اکمل تھے۔ سب کو اللہ نے اس نعمت سے سرفراز کر رکھا تھا وہ سارے حضرات جاتے رہے ہیں اور وہاں دیکھتے رہے ہیں۔ انہیں وہاں انوارِ نبوت نظر آتے تھے اور انہی انوارِ نبوت سے پھر وہ اندازہ کرتے تھے کہ یہاں اللہ کے نبی مدفون ہیں۔

حضرتؒ کا گریجویٹوں کو چیلنج

ایک بات اور کہہ دوں۔ ہمارے حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہا کرتے تھے۔ آپ حضرات میں سے جو خدام الدین پڑھنے والے ہیں اور جنہوں نے اس کا مطالعہ کیا ہے وہ تو جانتے ہیں اور حضرتؒ کی مجالس ذکر چھپی ہوئی بھی ہیں۔ اُن میں بھی حضرتؒ ایک بات کہا کرتے تھے اسی باطن کی بینائی کے سلسلے میں۔۔۔ کہ مجھے اللہ والوں کی جوتیوں میں بیٹھنے کے صدقے میں چالیس سال میں یہ نعمتیں حاصل ہوئی ہیں اور چونکہ لاہور میں پڑھے لکھے لوگ حضرتؒ کے درس میں آیا کرتے تھے، حضرتؒ کی مجلس میں آیا کرتے تھے تو وہ اکثر خطاب گریجوایٹوں کو کیا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ تم نے چودہ سال گھر کا کھا کر پڑھائی کی ہے، گریجوایشن (GRADUATION) کیا ہے بی اے تک تعلیم حاصل کی ہے، تم نے ۱۴ سال کالج میں لگائے ہیں، سکول میں لگائے ہیں، تم چار سال کے لیے میرے پاس آجاؤ۔ میں نے یہ نعمتیں چالیس سال میں حاصل کی ہیں تم صرف چار سال کا وقفہ مجھے دے دو اور یہ بات یاد رکھو جب میرے پاس آؤ گے تو حرام نہیں کھانے دوں گا۔

حرام خور اللہ کا ولی نہیں ہو سکتا۔ ایک بات یہاں یاد رکھ لیں کہ حرام خور اللہ کا ولی نہیں ہو سکتا۔ یہ بات خوب یاد رکھئے۔ سودی کاروبار کرنے والا اور سودیوں کے گھر کا کھانے والا اللہ کا ولی نہیں ہو سکتا۔ حرام خور، کنجروں کے گھر کا کھانے والا، چوری اور چکاری کا مال کھانے والا رشوت کا مال کھانے والا اللہ کا ولی نہیں ہو سکتا۔ حرام خور میں تو باطن کی بینائی پیدا ہی نہیں ہوتی اور اگر ہو تو وہ بھی سلب ہو جاتی ہے۔

تو بات یہاں سے چلی تھی کہ گریجوایٹوں کو حضرتؒ فرمایا کرتے تھے حرام نہیں کھانے دونگا جو کھاؤ مجھے دکھا کر کھاؤ ہمارے شیرانوالے کی مسجد میں ایک نیم کا درخت ہے اُس کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کرتے تھے۔ اس نیم کے درخت کے نیچے بٹھاؤں گا، اللہ اللہ کراؤں گا، حرام نہیں کھانے دوں گا، پھر تم چار سال یہاں گزارو جس طرح میں کہتا ہوں، اُس کے بعد تمہیں قبرستان میں سے گزاروں گا اور پھر تمہیں پتہ چلے گا یہ جنتی لیٹا ہے یہ دوزخی لیٹا ہے۔ اور علی الاعلان چیلنج کر کے یہ بات کہا کرتے تھے

باطن کے اندھوں کے اعتراضات بیکار محض ہیں

اب کوئی باطن کا اندھا ہو، اور وہ اعتراض کرے، تو یہ دنیا ہی اور ہے بھائی۔ یہ میرے پاس گھڑی ہے۔ اب میں کہوں اس پر نو بج کر پانچ منٹ ہوئے ہیں۔ یہ میں نے کہہ دیا اب آپ حضرات ہیں۔ آپ کہیں "کیا وقت ہوا ہے؟" میں کہوں "جی ۹ بج کر ۵ منٹ ہوئے ہیں" آپ کہیں "جی یہ تو نہیں ہے"۔ میں کہوں گا "بھائی گھڑی دیکھ لیجئے ۹ بجکر ۵ منٹ ہوئے ہیں" آپ کو خدا نے آنکھیں دی ہیں۔ آپ کہیں گے گھڑی دیکھ کر پتہ چل جائے گا کہ ۹ بج کر ۵ منٹ ہوئے ہیں"۔ ٹھیک ہے نا، اب اگر ایک اندھا آجائے یہاں اور وہ اندھا مجھے کہے کہ "جی ۹ تو نہیں بجے ہوئے، ۹ بج کر ۵ منٹ نہیں ہوئے"۔ تو یہی کہوں گا "بھائی گھڑی میرے پاس ہے۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ ۹ بج کر پانچ منٹ ہوئے ہیں"۔ اور وہ کہے "جی مجھے دکھاؤ"۔ تو میں اسے کیا کہوں گا؟ "بھائی پہلے آنکھیں تو لگوا کر آؤ" یہی ہے نا بات؟ اگر تیری آنکھیں نہیں تو تجھے کیسے پتہ چل سکتا ہے؟ اور اگر وہ مجھ سے بحث بھی کرے، الجھے، تو کیا خیال ہے آپ کا؟ اور آپ بھی میرے ساتھ ہیں، دیکھ رہے کہ اب ۹ بج کر ۵ منٹ ہو گئے ہیں، اب میں کہوں ۹ بج کر ۵ منٹ ہیں، آپ بھی کہیں گے ۹ بجکر ۵ منٹ ہیں۔ اور وہ اندھا مجھ سے الجھتا رہے، بار بار بحث کرے کہ نہیں جی یہ تو غلط ہے اب بتایئے اُس کی بحث سے میرے یقین میں کوئی فرق آجائے گا؟ آپ کے یقین میں کوئی فرق

آجائے گا۔ آنکھیں تو اُس کی نہیں ہیں بے چارے کی۔ اور غلط نہیں کہتا ہے تو بھائی حضرتؒ جو چار سال کا پروگرام بتایا کرتے تھے وہ اسی لئے تو تھا کہ تمہیں وہ آنکھیں لگ جائیں جن سے یہ چیز نظر آتی ہے، جن سے یہ باتیں پتہ چلتی ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے کہ ہم باطن کی بینائی حاصل کریں۔

جو جیسا معاملہ اللہ کے ساتھ کرتا ہے اللہ اُس کے ساتھ ویسا ہی معاملہ کرتا ہے۔

(دو صحابیوں کا واقعہ)

ایک واقعہ مجھے ضمناً یاد آرہا ہے ۱۹۳۲ء کا غالباً واقعہ ہے۔ دو صحابی ہیں جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دونوں کے مزارات ہیں عراق میں ۱۹۳۲ء میں عراق کے بادشاہ نے یہ خواب دیکھا۔ کہ دونوں صحابی جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اُس بادشاہ کو خواب میں کہتے ہیں کہ "ہمارے کپڑے بھیگ رہے ہیں"، بادشاہ کو بات سمجھ میں نہیں آتی تو خواب میں پھر یہی ارشاد ہوتا ہے کہ "ہمارے کپڑے بھیگ رہے ہیں" پھر بادشاہ کو سمجھ میں بات نہیں آتی۔ تو تیسری دفعہ خواب میں یہ ارشاد ہوتا ہے کہ "ہمارے کفن بھیگ رہے ہیں" بادشاہ اس کے بعد مفتی سے مشورہ کرتا ہے تو مفتی نے بھی یہی خواب دیکھا ہے۔ چنانچہ مشورہ یہ طے پایا کہ ان کی قبریں کھدوائی جائیں۔

ایسے لوگ اب بھی موجود ہوں گے جنہوں نے یہ واقعہ اخبارات میں دیکھا ہوگا۔ مجھے خوب یاد ہے ہم اُس وقت ڈیرہ دُون میں ہوتے تھے۔ "ٹربیون"، ہمارے گھر میں انگریزی کا اخبار آیا کرتا تھا مجھے اب تک یاد ہے کہ اُس کے صفحے پر تصویر بھی تھی اُن کے جنازے کی اور یہ خبر ساری دنیا میں نشر ہوئی تھی۔

غرض دونوں صحابہ کے مزارات کھودے گئے تو اندر پانی ابھی پہنچا تو نہیں تھا لیکن دریا کے رُخ بدلنے کی وجہ سے نمی کا اثر اندر اندر پہنچنے سے مٹی نم آلود ہوگئی تھی اور جب اُن صحابہ کو دیکھا گیا تو اُن کے کفن بھی اُسی طرح موجود تھے صرف اتنا فرق پڑا تھا زمانے کی دوری کی وجہ سے، بُعد کی وجہ سے، کہ اُن کے کفنوں کو ہاتھ لگاتے تھے تو وہ پھر پھرے ہونے کی وجہ سے پھٹ جاتے تھے۔ یہ اثر ہوا تھا فقط لیکن جسم من وعن محفوظ تھے۔ بلکہ ویسے کے ویسے محفوظ تھے۔ کوئی فرق نہ چہرے میں آیا تھا۔ نہ کچھ اور عضو میں۔ حتیٰ کہ خدا نے اُن کی آنکھو کو بھی ضائع نہیں کیا تھا۔ ایک جرمن آئی سپیشلسٹ (EYE SPECIALIST) تھا، (آنکھوں کا ماہر ڈاکٹر) اُس نے اُن کی آنکھیں دیکھ کر اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ پڑھا تھا، وہیں مسلمان ہوگیا تھا۔ آنکھوں میں چمک بھی اُسی طرح موجود تھی۔

اصحاب رسول کا مرتبہ

یہاں ایک اور بات یہ کہ دوں بھائی خدا نے اُن آنکھوں کو بھی ضائع نہیں کیا جنہوں نے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ اقدس دیکھا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور کی زیارت کی تھی۔

تو میں عرض کر رہا تھا کہ وہ جرمن ڈاکٹر وہیں ایمان لے آیا اور پھر اُن صحابہ کا جنازہ ہوا۔ یہ پورا واقعہ سنانا مجھے مطلوب نہیں، میں اپنے مقصد کے لئے وہ حضرتؒ کی بات کہہ رہا تھا۔ آپ حضرات میرے بزرگ یہاں بیٹھے ہیں، آپ حدیث کی کتابیں دیکھیں اور غور فرمائیں کہ معجزات جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ تر کس صحابی نے بیان کیے ہیں صاف بات ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمائے ہیں۔ وہ ساری زندگی حضور کے معجزات بیان کرتے رہے۔ چنانچہ یہ دور جو مادیت کا دور ہے اور جہاں روحانیت کی قدریں پامال ہورہی ہیں۔ مادیت ذہنوں پر اثر انداز ہو رہی ہے اور آج کل ان چیزوں کے منکر پیدا ہو رہے ہیں آج کل کون مانتا ہے کہ قبر میں عذاب ہو رہا ہے اور یہ چیزیں سچی ہیں کئی ہیں اعتراض کرنے والے۔ کئی جاہل یہ کہتے ہیں "ابھی جگ مٹھا اوہ جگ کس ڈٹھا" کہتے ہیں یا نہیں؟ غرض نتیجہ یہ ہے۔ کہ اس دور مادیت میں اور سائنس دور میں جس میں روحانیت کی باتوں کو نظر انداز کیا جانے والا تھا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس صحابی کو جس نے ساری زندگی جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات بیان کئے تھے، اللہ تعالیٰ نے خود محمد مصطفیٰ کا معجزہ بنا کر دنیا کے سامنے پیش کر دیا کہ یہ وہ صحابی ہے جو معجزے بیان کرتا رہا۔ بس اے مادیت زدہ لوگو! تم دیکھ لو کہ زمین بھی چودہ سو سال میں اس پر کس طرح اثر انداز نہیں ہوسکی اور اب بھی جو محمد مصطفیٰؐ کے دامن میں آئے گا نجات اُسی کی ہوگی

حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کو خدا نے جنت کا باغ بنا دیا۔

یہ اُس صحابی حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ معاملہ ہوا۔ اور حضرت مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ علی الاعلان ڈنکے کی چوٹ ساری دنیا کو یہ چیلنج کرتے رہے اور برملا طور پر یہ کہتے رہے کہ آؤ اگر تمہیں یہ بات نہیں بھاتی ہے تو حضور کا ارشاد یہ ہے کہ قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہوتی ہے یا دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہوتی ہے تو آؤ اگر تم یہ بات یقین نہیں کرتے، میرے آقا و مولا جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کی صداقت پر ایمان نہیں رکھتے۔ تو میں تمہیں یہ حقیقت دکھا سکتا ہوں یہ کہتے رہے یا نہیں؟ ایسے حضرات ہیں نا جنہوں نے یہ پڑھا ہے؟ تو یہ حضرتؒ فرماتے رہے ساری زندگی۔ جب حضرتؒ نے یہ معاملہ کیا، اس حدیث کے لئے دلیل بنے رہے، تو خدا نے ساری دنیا کو اُن کی قبر کو جنت کا باغ بنا کر دکھا دیا۔

یعنی ظاہر میں بھی وہ لوگ جو انکار کرتے تھے، ہمارے سامنے مٹی قبر کی اٹھاتے تھے، ڈاکٹروں نے تجزیہ کیا۔ سائنسدانوں نے تجزیہ کیا، (ANALYSIS) کیا، کیمسٹوں نے لیبارٹریوں میں وہ مٹی ٹسٹ کی اور اس مٹی سے خوشبو آتی تھی اور میرے علم میں ہے ذاتی طور پر کہ وہ مٹی ترکستان تک تو گئی ہے ایسے لوگ بھی ہیں جو لے گئے ہیں۔ پھر اس مٹی میں سے بھی خدا نے خوشبو پیدا کر دی اور بتانا یہ مقصود تھا۔ کہ اے دنیا والو! یہ میرا بندہ جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کے لئے دلیل بنا رہا تاکہ تم یہ نہ کہدو۔ کہ احمد علی یونہی کہا کرتا تھا۔ خدا نے کہا آج تم دیکھ لو اور جو یہ بات کہتا تھا اُس کی قبر کا معاملہ دیکھ لو، اُسے بھی جنت کا باغ بنا کر دکھا دیا ہے۔ آج ہم نے اس کی قبر کو اس کی صداقت کی دلیل بنا دیا ہے

ذاتی مشاہدہ

میں باوضو بیٹھا ہوں، مسجد میں بیٹھا ہوں، ہم نے تو مٹی اٹھائی نہیں ہم اسے جائز سمجھتے نہیں لیکن وہ شخص ابھی موجود ہے مرزا غلام نبی جانباز "تبصرے" کا ایڈیٹر ہے وہ حضرتؒ کے مزار سے مٹی اٹھا کر لایا، ٹبریا میں بندھی ہوئی تھی اور اُس نے کہا میں حضرتؒ کے مزار سے مٹی لایا ہوں، خوشبو آرہی ہے۔ خوشبو تو ہم بھی سونگھتے تھے ساری دنیا نے سونگھی ہے۔ ہزاروں کا میلہ لگا ہوا ہوتا تھا وہاں۔ تو میں نے اُس سے کہا "بھائی! بات یہ ہے کہ میں تو اٹھاتا نہیں، یہ جو تم اٹھا کر لائے ہو اس میں سے کچھ تھوڑی سی دے دو مجھے" اُس نے ایک پڑیا میں مجھے بھی وہ مٹی دے دی۔ اور میں باوضو کہتا ہوں جس قمیض کی جیب میں میں نے وہ مٹی ڈالی تھی، آٹھ نو دُھلائیوں کے بعد بھی اُس قمیص سے خوشبو نہیں گئی۔ جس بکس میں رکھی تھی وہ بکس

بھی مہکتا تھا۔ اور خوشبو ایسی تھی کہ جس کا آپ اندازہ نہیں کر سکتے۔ وہ کوئی اور ہی خوشبو محسوس ہوتی تھی۔

تو یہ ہماری دیکھی ہوئی باتیں ہیں۔ بہرحال میں عرض کر رہا تھا کہ یہ باتیں نورِ باطن سے پتہ چلتی ہیں ہوئے ہندوستان میں بھی نبی ہیں۔ ایک ایک وقت میں کئی کئی نبی ہوتے رہے ہیں۔ لیکن جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہ قیامت تک کوئی نبی پیدا ہوگا اور نہ جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں کوئی دوسرا نبی دنیا میں موجود تھا۔ ساری نوعِ انسانی کے بلکہ ساری کائنات کے لیے نبی تھے جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ آمنہ رضؓ وہ آخری ماں ہے جس نے نبوت کو جنم دیا۔ آمنہ رضؓ کے بعد اب قیامت تک کوئی ایسی ماں پیدا نہیں ہوگی جو نبی جنے۔ (باقی باقی)

بقیہ کتاب و حکمت

سے مراد اسرارِ مخفیہ اور رموزِ لطیفہ ہیں۔

(۲) حضرت ابن کثیر رح "کتاب" سے مراد قرآن مجید اور "حکمت" سے سنت (حدیث) لیتے ہیں۔

(۳) حکمت کے معنی حضرت مولانا شاہ اشرف علی رحمۃ اللہ علیہ نے یوں فرمائے ہیں اور خوش فہمی (حکمت) کا سلیقہ یہ ہے کہ بات میں سے بات نکال لیں۔ اصل سے فرع کا حکم سمجھ لیں۔ ایک نظیر کو دوسری نظیر پر برعایت اصول صحیحہ قیاس کر لیں جس کو اصطلاح میں اجتہاد اور تفقہ کہتے ہیں چنانچہ اتباعِ محمدیہ میں اکابر اس صفت سے ممتاز ہوئے اور اُن کی برکات سے آج عامۂ مسلمین دین میں منتفع ہو رہے ہیں.....

اللہ تعالیٰ نے آپ حضرات کی یہ دُعا بھی قبول فرمائی۔ اور نبی آخر الزمان خاتم النبیین حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔

(۱) هُوَ الَّذِىْ بَعَثَ فِى الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِىْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ (الجمعۃ آیت - ۲)

ترجمہ۔ وہی ہے جس نے ان پڑھوں میں ایک رسول انہیں میں سے مبعوث فرمایا، جو اُن پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے۔ اور انہیں پاک کرتا ہے۔ اور انہیں کتاب اور حکمت سکھاتا ہے۔ اور بے شک وہ اس سے پہلے صریح گمراہی میں تھے۔

(۲) كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَيُزَكِّيْكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ۝ (البقرہ آیت - ۱۵۱)

ترجمہ۔ جیسا کہ ہم نے تم ایک رسول تم ہی میں سے بھیجا جو تم پر ہماری آیتیں پڑھتا ہے۔ اور تمہیں پاک کرتا ہے۔ اور تمہیں کتاب اور دانائی سکھاتا ہے جو تم نہیں جانتے تھے۔

(۳) لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِىْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝

(آل عمران آیت ۱۶۴)

ترجمہ۔ اللہ نے ایمان والوں پر احسان کیا ہے جو ان میں انہیں میں سے رسول بھیجا ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے۔ اور پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب و دانش سکھاتا ہے۔ اگرچہ وہ اس سے پہلے صریح گمراہی میں تھے۔

حاشیہ شیخ الاسلام مولانا عثمانی رح

یعنی انہیں کی جنس اور قوم کا ایک آدمی رسول بنا کر بھیجا، جس کے پاس بیٹھنا، بات چیت کرنا، زبان سمجھنا اور ہر قسم کے انوار و برکات کا استفادہ کرنا آسان ہے۔ اس کے احوال، اخلاق، سوانح زندگی، امانت و دیانت خدا ترسی اور پاکبازی سے وہ خوب طرح واقف ہیں اپنی ہی قوم اور کنبے سے جب معجزات ظاہر ہوتے دیکھتے ہیں تو یقین لانے میں زیادہ سہولت ہوتی ہے فرض کرو کوئی جن یا فرشتہ رسول بنا کر بھیجا جاتا تو معجزات دیکھ کر یہ خیال کر لینا ممکن تھا کہ چونکہ جنس بشر سے جداگانہ مخلوق ہے شاید یہ خوارق اس کی خاص صورت نوعیہ اور طبیعت ملکیہ و جنیہ کا نتیجہ ہوں ہمارا اس سے عاجز رہ جانا دلیل نبوت نہیں بن سکتا۔ بہرحال مومنین کو خدا کا احسان ماننا چاہیئے کہ اس نے ایسا رسول بھیجا جس سے بے تکلف فیض حاصل کر سکتے ہیں۔ اور وہ باوجود معزز ترین اور بلند ترین منصب پر فائز ہونے کے ان ہی کے مجمع میں نہایت نرم خوئی اور ملاطفت کے ساتھ گھلا ملا رہتا ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم اس مضمون کی آیت سورۂ بقرہ میں گزر چکی ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ حضورؐ کی چار شانیں بیان کی گئیں۔

(۱) "تلاوت آیات" (اللہ کی آیات پڑھ کر سنانا) جن کے ظاہری معنی وہ لوگ اہل زبان ہونے کی وجہ سے سمجھ لیتے تھے۔ اور اس پر عمل کرتے تھے۔

(۲) تزکیہ نفوس (انسانی آلائشوں اور تمام مراتب شرک و معصیت سے ان کو پاک کرنا اور دلوں کو مانجھ کر صیقل بنانا) یہ چیز آیات اللہ کے عام مضامین پر عمل کرنے، حضورؐ کی صحبت، اور قلبی توجہ و تصرف سے بِاِذْنِ اللّٰهِ حاصل ہوتی ہیں

(۳) "تعلیم کتاب"۔ (کتاب اللہ کی مراد بتلانا) اس کی ضرورت خاص خاص مواقع میں پیش آتی تھی۔ مثلاً ایک لفظ کے کچھ معنی عام تبادر اور محاورہ کے لحاظ سے سمجھ کر صحابہ کو کوئی اشکال پیش آیا، اس وقت آپ کتاب اللہ کی اصلی مراد جو قرائن مقام سے متعین ہوتی تھی بیان فرما کر شبہات کا ازالہ فرما دیتے تھے۔ جیسے اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ الخ اور دوسرے مقامات میں ہوا۔

(۴) "تعلیم حکمت" (حکمت کی گہری باتیں سکھلانا) اور قرآن کریم کے غامض اسرار و لطائف کی دقیق علل پر مطلع کرنا، خواہ تصریحًا یا اشارۃً۔ آپ نے خدا کی توفیق و اعانت سے علم و عمل کے ان اعلیٰ مراتب پر اُس درماندہ قوم کو فائز کیا جو صدیوں سے انتہائی جہل و حیرت اور صریح گمراہی میں غرق تھی۔ آپ کی چند روزہ تعلیم و صحبت سے وہ ساری دنیا کے لئے ہادی و معلم بن گئی، لہٰذا انہیں چاہیئے کہ اس نعمت عظمیٰ کی قدر پہچانیں۔ اور کبھی بھولے سے ایسی حرکت نہ کریں جس سے آپؐ کا دل متالم ہو"

اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن و حدیث کے سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝ يُّؤْتِى الْحِكْمَةَ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِىَ خَيْرًا كَثِيْرًا ۗ (البقرہ - آیت - ۲۶۸ - ۲۶۹)

ترجمہ:۔ اور اللہ بہت کشائش کرنے والا سب کچھ جاننے والا ہے جس کو چاہتا ہے سمجھ دے دیتا ہے اور جسے سمجھ دی گئی تو اُسے بڑی خوبی ملی۔

بقیہ : خطبہ جمعہ

دین کی آواز بن جائیں اور اپنی آواز کو اس قوت سے بلند کریں کہ ساری کائنات کی فضا کتاب و سنت کے نغموں سے معمور ہو جائے اور برائیوں کے قلعے چور چور ہو کر رہ جائیں۔

اللہ تعالےٰ ہم سب کو نیکیاں پھیلانے، برائیوں کو مٹانے، دعوتِ حق کے ہتھیاروں سے مسلح ہونے اور اسلام کا پھریرا چار دانگ عالم میں لہرانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الہ العالمین!!

جامعہ مدنیہ لاہور کی تعلیمی سرگرمیاں

جامعہ مدنیہ کریم پارک لاہور کی ایک عظیم دینی درسگاہ ہے۔ جو حضرت مولانا سید حامد میاں صاحب خلیفہ مجاز شیخ العرب والعجم حضرت سید حسین احمد صاحب مدنی قدس سرہ کے زیر اہتمام قریبًا ۱۷ سال سے علوم دینیہ کی اشاعت میں مصروف ہے۔ جامعہ میں تفسیر، حدیث، فقہ اور دوسرے علوم کی نہایت اعلیٰ پیمانے پر تعلیم دی جاتی ہے۔ اور شعبہ تجوید و قرأت اور حفظ وغیرہ کا بھی نہایت اچھا انتظام ہے۔ اس سال مدرسہ کی جانب سے انگریزی کالجوں میں زیر تعلیم حضرات کے لئے بھی ایک کلاس کا اجرا کیا گیا ہے۔ جس میں انہیں علوم دینیہ کی تعلیم دی جائے گی۔ لہٰذا دینی تعلیم کا شوق رکھنے والے احباب ۲۸ فروری تک اپنی درخواستیں مندرجہ ذیل پتہ پر بھیج دیں۔ درخواست دہندہ کا تعلیمی معیار کم از کم انٹرمیڈیٹ ہو۔ بی اے اور ایم اے میں پڑھنے والے حضرات بھی درخواست دے سکتے ہیں۔ رہائش کا انتظام مدرسہ کے ذمہ ہوگا۔

دفتر اہتمام جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور

کتاب و حکمت

(محمد شفیع عمر الدین حیدرآبادی)

ساڑھے نو سو برس کے لمبے عرصہ تک حضرت نوح علیہ السلام اپنی قوم کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتے رہے

قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّيْ لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۙ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ وَاَطِيْعُوْنِ ۝

(نوح آیت ۲-۳)

ترجمہ۔ اس نے کہا اے میری قوم بے شک میں تمہارے لیے کھلم کھلا ڈرانے والا ہوں کہ اللہ کی عبادت کرو اور اس سے ڈرو۔ اور میرا کہا مانو۔

"یعنی اللہ سے ڈر کر کفر و معصیت چھوڑ دو اور طاعت و عبادت کا راستہ اختیار کرو۔" (حضرت مولانا عثمانیؒ)

آپ رات دن لوگوں کو پیغام حق سناتے رہے اور قوم کو صراط مستقیم کی طرف بلاتے رہے مگر بدبخت قوم کا حال حضرت نوح علیہ السلام ہی کی زبانی سنئے

فَلَمْ يَزِدْهُمْ دُعَاۗءِيْٓ اِلَّا فِرَارًا ۝

(نوح آیت ۶)

ترجمہ۔ پھر وہ میرے بلانے سے اور زیادہ بھاگتے رہے۔ نیز:-

وَاِنِّىْ كُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ لِتَغْفِرَ لَهُمْ جَعَلُوْٓا اَصَابِعَهُمْ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَاسْتَغْشَوْا ثِيَابَهُمْ وَاَصَرُّوْا وَاسْتَكْبَرُوا اسْتِكْبَارًا ۝

(نوح آیت ۷)

ترجمہ۔ اور بے شک جب کبھی میں نے انہیں بلایا تاکہ تو انہیں معاف کر دے تو انہوں نے اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں رکھ لیں۔ اور انہوں نے اپنے کپڑے اوڑھ لئے۔ اور ضد کی اور بہت بڑا تکبر کیا۔

یعنی ضد اور تکبر سے یہ طریقہ اختیار کیا کہ حق بات ان کے کانوں میں نہ پڑے۔

قوم کی اس بے جا روی اور فرار کے باوجود بھی آپ جلوت اور خلوت میں انہیں پیغام حق پہنچاتے رہے۔

ثُمَّ اِنِّىْ دَعَوْتُهُمْ جِهَارًا ۙ ثُمَّ اِنِّىْٓ اَعْلَنْتُ لَهُمْ وَاَسْرَرْتُ لَهُمْ اِسْرَارًا ۝

(نوح آیت ۸-۹)

(ترجمہ) پھر میں نے انہیں کھلم کھلا بھی بلایا پھر میں نے انہیں علانیہ بھی کہا اور مخفی بھی کہا۔ نیز آپ نے انہیں دارین کی فلاح و بہبود کا دستور العمل بتایا۔

فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ۙ يُّرْسِلِ السَّمَاۗءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا ۙ وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا ۭ مَا لَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا ۝ (نوح۔ آیت ۱۱-۱۳)

ترجمہ۔ پس میں نے کہا اپنے رب سے بخشش مانگو، بے شک وہ بڑا بخشنے والا ہے وہ آسمان سے تم پر موسلا دھار (مینہ) برسائے گا اور مال اور اولاد سے تمہاری مدد کرے گا۔ اور تمہارے لئے باغ بنا دے گا۔ اور تمہارے لئے نہریں بنا دے گا تمہیں کیا ہوگیا کہ تم اللہ کی عظمت کا خیال نہیں رکھتے؟

"یعنی باوجود سینکڑوں برس سمجھانے کے اب بھی اگر میری بات مان کر اپنے مالک کی طرف جھکو گے، اور اس سے اپنی خطائیں معاف کراؤ گے تو وہ بڑا بخشنے والا ہے، پچھلے سب قصور معاف کر دے گا۔

(یعنی) ایمان و استغفار کی برکت سے قحط و خشک سالی (جس میں برسوں سے مبتلا تھے) دور ہو جائے گی اللہ تعالیٰ دھواں دھار برسنے والا بادل بھیج دے گا جس سے کھیت اور باغ خوب سیراب ہوں گے۔ غلے پھول، میوہ کی افراط ہوگی، مواشی وغیرہ فربہ ہو جائیں گے دودھ گھی بڑھ جائے گا۔ اور عورتیں جو کفر و معصیت کی شامت سے بانجھ ہو رہی ہیں۔ اولاد جننے لگیں گی۔ غرض آخرت کے ساتھ دنیا کے عیش و بہار سے بھی وافر حصہ دیا جائے گا۔

(یعنی) اللہ کی بڑائی سے امید رکھنا چاہئے کہ تم اس کی فرماں برداری کرو گے تو تم کو بزرگی اور عزت و وقار عنایت فرمائے گا۔ یا یہ مطلب کہ تم اللہ کی بڑائی کا اعتقاد کیوں نہیں رکھتے اور اس کی عظمت و جلال سے ڈرتے کیوں نہیں" حضرت مولانا عثمانیؒ

مگر وہ بدبخت سیدھے راستے پر نہ آئے اور کفر و شرک کو نہ چھوڑا۔ اور اپنی اولاد اور اولاد در اولاد کو یہ وصیت کرتے رہے

وَقَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا ڏ وَّلَا يَغُوْثَ وَيَعُوْقَ وَنَسْرًا ۝

(نوح آیت ۲۳)

ترجمہ۔ اور کہا تم اپنے معبودوں کو ہرگز نہ چھوڑو اور نہ ودّ اور سواع اور یغوث اور یعوق اور نسر کو چھوڑو

آخر حضرت نوح علیہ السلام کو جب کفار کی ہدایت کی کوئی امید نہ رہی تو آپ نے اپنے رب سے یوں التجا کی۔

رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا ۝ (نوح آیت ۲۶)

ترجمہ۔ اے میرے رب زمین پر کافروں سے کوئی رہنے والا نہ چھوڑ۔

آخر نتیجہ یہ نکلا کہ خدا پرستوں نے نجات پائی اور احکام الٰہی کے جھٹلانے والے غرق کر دیئے گئے

فَكَذَّبُوْهُ فَنَجَّيْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ فِي الْفُلْكِ وَجَعَلْنٰھُمْ خَلٰۗىِٕفَ وَاَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِيْنَ ۝ (یونس۔ آیت ۷۳)

ترجمہ۔ پھر انہوں نے اسے جھٹلایا پھر ہم نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو کشتی میں بچا لیا اور انہیں خلیفہ بنا دیا۔ اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا انہیں غرق کر دیا سو دیکھ لو جو لوگ ڈرائے گئے تھے ان کا انجام کیسا ہوا۔

جس طوفان سے یہ نافرمان غرق کئے گئے وہ موسلا دھار اور لگاتار بارش کے باعث تھا زمین سے بھی پانی ابلنے لگا تھا۔ ساری زمین پانی پانی ہوگئی۔

اس وقت رب السمٰوٰت والارض نے اپنے باعظمت گھر بیت اللہ شریف کو چوتھے آسمان پر اٹھا لیا۔ اور یہ مقدس مقام لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ ہوگیا۔ اور زمین کا ایک سرخ ٹکڑہ بن کر رہ گیا۔ (ارشاد الساری ملا علی قاری ص۱۳)

پھر اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے عزیز فرزند حضرت اسمٰعیلؑ کے ساتھ مل کر بیت اللہ شریف کو اصلی مقام پر دوبارہ تعمیر فرمایا دونو حضرات تعمیر کرتے وقت اللہ تعالیٰ سے بڑی بڑی دعائیں مانگ رہے تھے ان دعاؤں میں سے آپ کی ایک یہ دعا بھی تھی:-

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْھُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ ۭ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ (البقرہ۔ آیت ۱۲۹)

ترجمہ۔ اے ہمارے رب اور ان میں ایک رسولؐ انہیں میں سے بھیج، جو ان پر تیری آیتیں پڑھے اور انہیں کتاب اور دانائی سکھائے اور انہیں پاک کرے۔ بے شک تو ہی غالب حکمت والا ہے۔ (حاشیہ شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ)

(۱) یہ دعا حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے بیٹے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام دونوں نے مانگی کہ ہماری جماعت میں سے ایک جماعت فرمانبردار اپنی پیدا کر۔ اور ایک رسول ان میں بھیج جو ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم دے اور ایسا نبی جو ان دونوں کی اولاد میں ہو بجز سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کوئی نہیں آیا اس کی وجہ سے یہود کے گزشتہ خیال کا پورا رد ہوگیا۔

علم کتاب سے مراد معانی و مطالب ضروریہ ہیں جو عبارت سے واضح ہوتے ہیں۔ اور حکمت

(باقی ص ۱۶)

قارئین توجہ فرمائیں

۱۔ بعض قارئین رسالہ نہ پہنچنے کے شکایتی خطوط میں صرف اپنا نام لکھ دیتے ہیں مگر خریداری نمبر درج نہیں کرتے جس کی وجہ سے ایسے خطوط کی تعمیل نہیں ہو سکتی۔ لہٰذا ایسے تمام خطوط میں اپنا نام و پتہ اور خریداری نمبر ضرور لکھئے۔

۲۔ بعض حضرات خطوط پر "خدام الدین" کا پتہ غلط درج کرتے ہیں۔ اگرچہ ایسے خطوط ادارے کو پہنچ تو جاتے ہیں لیکن ان کے منزل مقصود پر نہ پہنچنے کا احتمال بھی ہے لہٰذا اس پتہ پر خط و کتابت کریں:۔
دفتر ہفت روزہ "خدام الدین" اندرون شیرانوالہ دروازہ لاہور

۳۔ دفتر خدام الدین کے دو الگ الگ شعبے ہیں۔ مطبوعات مثلاً کتب یا پمفلٹ طلب کرتے وقت ناظم دفتر انجمن خدام الدین کو لکھئے۔ اور رسالہ خدام الدین سے متعلق امور کے لئے مینیجر خدام الدین کو۔

۴۔ بہت سے قارئین کی طرف سے ۸ر شوال بمطابق ۲۰ر جنوری کا شمارہ نہ ملنے کے سلسلے میں ادارے کو خط موصول ہو رہے ہیں جیسا کہ کسی گذشتہ شمارے میں اعلان کیا جا چکا ہے۔ اب پھر اطلاعاً لکھا جاتا ہے کہ ۸ر شوال کا پرچہ شائع نہیں ہوا بلکہ اس کی جگہ ۲۲ر شوال مطابق ۳ر فروری کا شمارہ دگنی ضخامت کے ساتھ "کتاب و حکمت نمبر" کے نام سے شائع کیا گیا ہے جو قارئین کے ہاتھوں میں پہنچ گیا ہوگا۔

(ادارہ)

دعائے صحت

خطیب اہل سنت مولانا محمد ضیاء القاسمی (لائلپوری) کافی دنوں سے بیمار ہیں جس کی وجہ سے بہت کمزور ہو گئے ہیں قارئین سے درخواست ہے کہ اللہ رب العزت سے ان کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا فرماویں۔

مدرسہ عربیہ رجسٹرڈ کامونکی کے لئے ایک مدرس اور مقرر کی ضرورت ہے۔ جو درس نظامی اور مولوی فاضل وغیرہ کی کتابیں پڑھا سکتے ہوں۔ اور جمعہ وغیرہ بہترین تقریر کر سکتے ہوں خط و کتابت سے بالمشافہ گفتگو آکر کریں کرایہ وغیرہ کچھ نہیں دیا جائے گا۔

حافظ عبدالشکور قاسمی مہتمم

تعارف و تبصرہ

(نوٹ: ریویو کے لئے ہر کتاب کی دو جلدیں آنا ضروری ہیں)

کتاب - اسلام اور دورِ جدید

مصنفہ - صاحبزادہ مولوی محمد حسین للہی ایم اے ایم۔ او۔ ایل

ضخامت - ۱۲۶ صفحات قیمت دو روپیہ ۲۵ پیسے

ملنے کا پتہ - ادارہ فروغ اسلام سعید منزل ۱۲۸ انارکلی لاہور

یہ کتاب دراصل مصنف کا ایک طویل مقالہ ہے - جو سید علی عباس شاہ جلالپوری کے ایک مضمون "دنیائے اسلام میں خرد افروزی کی ضرورت" مطبوعہ ماہنامہ ادبی دنیا - بہار نمبر ۱۹۶۲ء پر تنقید و تصحیح کے نکتہ نظر سے لکھا گیا ہے - علی عباس صاحب کے مضمون میں یہ بات ثابت کرنے پر پورا زور صرف کیا گیا تھا کہ اسلام مسلمانوں کی ترقی کے راستے میں بڑی رکاوٹ ہے - اور یورپ کے کلیسائی مذہب کی طرح اس کا تعلق بھی بس انسان کی پرائیویٹ زندگی سے ہے - اور جس طرح یورپ پچھلی صدیوں میں مذہب کا لبادہ اتار پھینک کر ترقی کی راہ پر گامزن ہوا - اسی طرح مسلمانوں کو بھی کرنا چاہئے۔

یہ خیال کوئی پہلی بار ہماری سماعت سے نہیں ٹکرایا - اس سے قبل بھی ایسی آوازیں سننے میں آتی رہی ہیں - اور اب بھی نئے تعلیمیافتہ بلکہ مغرب زدہ لوگوں کی زبانوں سے اُٹھ رہی ہیں کہ جب تک اسلام مسلمانوں کی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں دخیل ہے ترقی نہیں ہوسکتی - ایسی ہر آواز اس فرعونیت اور فراری ذہنیت کی غماز ہے - جو انگریزی استبدادی حکومت نے دوصد سالہ حکمرانی کے دوران ہندوپاک کے عوام میں پیدا کی - اور جسے آگے چل کر فرنگی تہذیب کی ملمع کاریوں نے اس طرح گرویدہ کیا - کہ ہمارے دل اپنے دل - ہماری نظر اپنی نظر اور ہمارے دماغ اپنے دماغ نہ رہے - ہندو کو تو چھوڑیئے - خود مسلمانوں نے اس حقیقت ثابتہ کو بالکلیہ فراموش کر دیا - کہ دنیا بھر کو سب سے پہلے ترقی کا راستہ اسلام ہی نے دکھایا تھا - موجودہ مغربی علوم اور ایجادات و انکشافات کی بنیاد بھی اسلام ہی نے مہیا کی اور نصف سے زائد دنیا پر پرچم اسلام لہرانے کا فخر مسلمانوں نے اسلام کو چھوڑ کر نہیں بلکہ قرآن و سنت پر سر سے پاؤں تک عمل پیرا ہو کر ہی حاصل کیا تھا - مستشرقین کی غلط و ناقص تحقیقات اور مغربین کے متعصبانہ کوششیں اس پر پردہ ڈالنے میں قیامت تک کامیاب نہیں ہوسکتیں - مغربی تہذیب کے شیفتگاں کو شاید یہ معلوم نہیں - کہ مغرب کی حیران کن ایجادات اور انکشافات کا نکتہ نا سکہ وہ تمام مہلک اور تباہ کن آلات اور بم ہی تو ہیں - جن سے مشرقی دنیا تو ایک طرف خود سارا یورپ معاشرہ کانپ رہا ہے - اور انسانیت وہ تمام ذہنی توازن و اعتدال کھو بیٹھی ہے - جو ترقی کے لئے انتہائی ضروری ہے -

زیر نظر کتاب میں فاضل مصنف نے مفکرین مغرب کی ترقی معکوس کا جائزہ لیتے ہوئے دلائل کے ساتھ ثابت کیا ہے، کہ انسانیت پر ترقی کے دروازے صرف اسلام نے کھولے ہیں - یہ اعزاز کسی فلسفے کے حصے میں نہیں آیا - اور اگر مسلمانوں میں بعد میں معاشرتی خرابیوں نے ظہور کیا - تو محض اس وجہ سے کہ انہوں نے فلسفہ یونان کو تو دیکھا - مگر قرآنی تعلیمات سے اغماض برتا - ہمارے کرنے کا کام یہ ہے کہ مابعد الطبیعاتی مسائل کا حل وحی الٰہی کی روشنی میں کریں اور کائنات کے عناصر میں غور و خوض اور مطالعہ فطرت کر کے دنیا بھر کے لئے پھر سے سائنٹیفک علوم کے دروازے کھولیں -

کتاب فاضلانہ اور محققانہ انداز میں لکھی گئی ہے - مصنف سے بعض مقامات پر اختلاف کی گنجائش ہے - لیکن اُن کا استدلال علمی اور اپنی جگہ ٹھوس ہے - تعلیم یافتہ لوگوں کے لئے اس کا مطالعہ نہایت مفید رہے گا -

انڈیا میں چندہ بھیجنے کا پتہ

ہندوستانی خریدار خدام الدین کا چندہ منیجر ماہنامہ الفرقان کچہری روڈ لکھنؤ ارسال فرما کر رسید ہمیں روانہ کریں۔

بقیہ :- اداریہ

ہوتے ہیں اور اس ملک پر حکمرانی کا خواب بنائے ہوتے ہیں

۳ - ۲۳ اگست ۱۹۶۵ء کا روزنامہ جنگ گواہ ہے کہ امت قادیانیہ نے انگلستان میں اجلاس کیا اور تجاویز سوچیں کہ اگر ہماری حکومت قائم ہو جائے تو وہ کس قسم کی ہونی چاہئے اور ان کی اس کانفرنس کے ٹھیک چند دنوں بعد بھارت نے پاکستان پر چوروں کی طرح چڑھائی کر دی -

۴ - روزنامہ "الفضل" امت قادیانیہ کا ترجمان خصوصی ہے اس کی خبر کے مطابق مرزا بشیر الدین محمود کو ربوہ میں بطور امانت اس نظریہ کے ساتھ دفن کیا گیا تھا کہ وقت آنے پر اس کی لاش کو قادیان لے جایا جائیگا جس کا مطلب یہی لیا جا سکتا ہے کہ قادیانی امت ابھی تک پاکستان کو صدق دل سے تسلیم ہی نہیں کرتی اور اس پر مرزا بشیر الدین آنجہانی کا ایک رویا بھی ہم بطور شہادت پیش کر سکتے ہیں -

غرض اس قسم کے کئی حقائق ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ امت قادیانیہ من الحیث الجماعت پاکستان اور حکومت پاکستان کی وفادار نہیں ہے اور سر ظفر اللہ خان ملک میں اپنی تقریروں سے انتشار پھیلا کر اپنے کسی خفیہ پروگرام کو عملی شکل دینا چاہتے ہیں - اس لئے حکومت پاکستان کا فرض ہے کہ وہ سر ظفر اللہ خان کو ایسی تقاریر کرنے سے روکے اور اُن کے خلاف قانونی کاروائی کرے اس موقع پر ہم اپنے مسلمان بھائیوں سے بھی استدعا کرتے ہیں کہ وہ ان کی تقریروں سے مشتعل ہو کر کوئی ایسا قدم نہ اٹھائیں جس کا بالواسطہ فائدہ امتِ قادیانیہ کو پہنچ جائے - چنانچہ اس وقت مسلمانوں کو لازم ہے کہ وہ صبر و تحمل سے کام لیں، ان کی سرگرمیوں اور سازشوں سے باخبر رہیں اور ان کی تمام سرگرمیوں کو مختلف ذرائع سے حکومت کے نوٹس میں لائیں تاکہ حکومت کوئی مناسب کاروائی کر سکے - وعلینا الا البلاغ -

ٹیلیفون ۶۷۵۴۵

چیف ایڈیٹر
عبید اللہ انور

The Weekly "KHUDDAMUDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

رجسٹرڈ ایل
نمبر ۶۰۴۷

منظور شدہ محکمہ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۲۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۲۶-۲۴۸۱ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء
(۳) کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۳۹/۹/۶۶۷-۲-DD۹ مورخہ ۲۴ اگست ۱۹۶۴ء

حضرت اُمّ المومنین جویریہؓ بنت الحارث

حضرت مضطر اجرانی

یہ خاتونِ گرامی قدر جو غیرت کا پیکر تھی
رئیسِ مصطلق کی دخترِ فرخندہ اختر تھی

یہ اک غزوے میں قیدی بن کر آئی تھی حقیقت میں
ملی پھر ثابت ابنِ قیس کو مالِ غنیمت میں

مقدّر میں لکھا تھا اس اسیری کا ستم سہنا
مگر دل پر گراں گزرا کنیزوں کی طرح رہنا

زرِ فدیہ ادا کر کے رہائی مل تو سکتی تھی
بظاہر یوں کلی مغموم دل کی کھل تو سکتی تھی

مگر کیسہ تھا گم، دامن تہی تھا، ہاتھ خالی تھا
نہ سنگی تھا نہ ساتھی تھا، فقط اللہ والی تھا

بالآخر دل میں غم، لب پر حدیثِ مدعا لے کر
رسول اللہؐ کی خدمت میں آئی التجا لے کر

سُنی جب محسنِ کون و مکاںؐ نے واردات اسکی
زرِ فدیہ ادا کر کے بدل دی کائنات اس کی

اسے آزاد فرما کر مقامِ حریّت بخشا
پھر اُس کی آرزو پر اُس کو فخرِ زوجیت بخشا

صحابہؓ نے بھی آقائے دو عالمؐ کی رضا پا کر
اسیروں پر کیا احسان انہیں آزاد فرما کر

یہ بنتِ حارث اس صورت سے رحمت کا سبب ٹھہری
پیمبرؐ کی رفیقہ بن کے عنوانِ ادب ٹھہری

خبر جس دم سُنی حارث نے اس عقدِ مکرّمؐ کی
نبوّت بر ملا تسلیم کر لی فخرِ آدمؑ کی

بہر صورت یہ اُمّ المومنینؓ عظمت کی حامل ہے
حیا میں، خُلق میں، ایمان میں، طاعت میں کامل ہے

یہ اہلِ بیت ہے قرآنِ پُر تنویر کی رُو سے
یقیناً طاہرہ ہے آیۂ تطہیر کی رُو سے

فیوضِ علم و حکمت اسکے حجرے سے بکھرتے ہیں
روایت ابنِ عباسؓ اور جابرؓ اس سے کرتے ہیں

تقدس پوچھیے اس کا حرم کے پاسبانوں سے
سلام اس پر فرشتے بھیجتے ہیں آسمانوں سے

فیروز سنز لمیٹڈ لاہور میں باہتمام عبید اللہ انور پبلشر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا۔